

هفت روزہ

8/18

لاہور

خدا مالدین

شیخ الفیہ حضرت مولانا امجد علی
شیراز دارالدرود لاہور

۱۹۴۲ء

یہ از مطبوعات انجمن خدام الدین لاہور

احادیث رسول اللہ ﷺ

(۲) حدیث، کنت نبیاً و آدم بین السماء والطنین۔ اس حدیث کی مراد صرف یہ سمجھی جانی تھی کہ حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش سے پہلے اللہ تعالیٰ کو آپ کی نبوت کا علم حاصل تھا، مگر اس میں آپ کی کیا خصوصیت ہے۔ دوسرے انبیاء علیہم السلام کی بقول کا علم بھی اللہ تعالیٰ کو اسی طرح حاصل تھا جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا۔

اس حقیقت کی بنا پر حدیث کا مطلب یہ ہوگا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت آدم علیہ السلام میں نوح روح سے پہلے نبوت سے نوازا جا چکا تھا۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ قدرت کی طرف سے کسی کمال کے افاضہ کی دو صورتیں ہوتی ہیں۔ کبھی وہ عالم وجود میں آنے کے بعد افاضہ کرتی ہے اور کبھی وجود سے پہلے عالم ارواح ہی میں اس کمال سے نوازا دیا ہے، جس کا طور غالب انسانی میں مقرر ہو چکا ہے۔ دونوں صورتوں میں اس کمال کا علم اللہ تعالیٰ کی ذات پاک کیسماں ہوتا ہے۔ ہاں مخلوق کو پہلی صورت کا علم اس وقت حاصل ہوتا ہے جبکہ وہ کمال اس کے مشاہدے میں آجائے، اور دوسرے کمال کے علم کی اس کے سوا کوئی صورت نہیں کر کوئی عزیز صادق اس کی خبر دے دے یہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد سے ہمیں اس بات کا علم ہو گیا ہے کہ کمال نبوت آپ کو اس وقت حاصل ہو چکا تھا۔ جبکہ حضرت آدم علیہ السلام انسانی صورت پر اسقار بھی نہ ہونے پاتے تھے اور اسی وقت انبیاء علیہم السلام سے آپ کے لیے ایمان و نصرت کا عہد بھی لے لیا گیا تھا تاکہ معلوم ہو جائے کہ آپ کی رسالت عامہ ان کو بھی شامل ہے۔ اس لحاظ سے سب سے پہلے نبی آپ ہوتے مگر چونکہ جبرہ عسری کے لحاظ سے آپ کا ظہور سب سے آخر میں ہوا ہے۔ اس لیے آپ کو آخر الانبیاء بھی کہلاتے مگر اس معنی سے نہیں کہ آپ

کو نبوت سب سے آخر میں ملی ہے بلکہ اس معنی سے کہ آپ کا ظہور سب کے آخر میں ہوا ہے ورنہ منصب نبوت کے لحاظ سے آپ کی ولادت سے قبل اور ولادت کے بعد، چالیس سال کی عمر سے پہلے اور اس کے بعد، کے زمانہ میں کوئی فرق نہیں ہے اس کو ایک مثال سے یوں سمجھئے کہ اگر ایک شخص اپنی لڑکی کی شادی کے لیے کسی کو دلیل بناتا ہے تو بلاشبہ یہ ولادت صحیح ہے اور اسی وقت سے اس کو تصرف کرنے کا حق بھی حاصل ہے۔ لیکن اس تصرف کا ظہور اس پر موقوف ہے کہ پہلے کہیں اُسے کھولے تو وہ شادی کرے بعض مرتبہ مدوں کھولیں ملتا اور اس وکالت کا کوئی اثر ظاہر نہیں ہوتا، مگر یہ نہیں کہا جا سکتا کہ یہ شخص وکالت سے موصوف نہیں یا اس کو اس سے پیشتر تصرف کا حق حاصل نہیں۔ اسی طرح آپ کی نبوت کا معاملہ سمجھنا چاہیے۔ یہاں جسم عسری کے شرط صرف تصرفات نبوت کے ظہور کے لیے ہے، نفس منصب نبوت کے لیے نہیں۔ اصل یہ ہے کہ کسی حکم کا کسی شرط سے تعلق دو طرح پر ہوتا ہے کبھی فاعل متصرف کے اعتبار سے کبھی محل فاعل کے لحاظ سے یہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے لیے جسم عسری کی شرط فاعل متصرف کی طرف سے نہ تھی کیونکہ حق تعالیٰ نے آپ کو منصب نبوت سے عالم ارواح ہی میں مرفراز کر دیا تھا۔ جسم ناسوت کی شرط تھی تو صحت اس لیے تھی کہ مبعوث الہیم میں جسم کے بغیر استفادہ کی قابلیت نہ تھی۔ تصرفات نبوت یعنی احکام الہیہ کی تبلیغ اس پر موقوف تھی کہ آپ جسم عسری میں تشریف لا کر ان سے خطاب کریں۔ کلام الہی انھیں سنائیں اور سمجھائیں اگر مخاطبین میں ان امور کی اس سے قبل صلاحیت ہوتی تو وہ کمال نبوت کا اس سے قبل بھی ادراک کر لیتے اس لیے غالب انسانی کی شرط یہاں نفس نبوت کے لیے نہیں بلکہ قصور مخاطبین کے لحاظ سے تھی۔ خفاجی کو تفسیر سبکی کی اس رائے

سے اختلاف ہے وہ اور انبیاء علیہم السلام کے حق میں آپ کا یہ علاقہ تسلیم نہیں کرتے اور فرماتے ہیں کہ صرف تعظیم و توقیر، عظمت و نصرت کے عہد سے اتنا اہم علاقہ ثابت نہیں ہو سکتا جسارے نزدیک اس کے خلاف ہو جو درجات اصول نے قائم کیے ہیں اس کا جواب ممکن ہے مگر احتیاط پر معلوم ہوتی ہے کہ اس بحث سے سکوت اختیار کیا جائے۔ نہ تو اس کا دعویٰ کرنے کی ضرورت ہے اور نہ اس سے انکار کرنے کی حاجت۔ آیت کا مفہوم سمجھنے کے لئے صرف آپ کی سیادت و قیادت کا اعتقاد کافی ہے اب یہ بحث کہ انبیاء علیہم السلام کے لیے بھی یہ سیادت اسی درجہ کی تھی جس درجہ کی اس امت کے لیے تھی ضروری بحث ہے۔ علامہ خفاجی کو سبکی کی دوسری بحث بلاسی اختلاف تسلیم ہے یعنی یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو منصب نبوت سب سے پہلے عالم ارواح ہی میں مرحمت ہو چکا تھا اور اس حدیث کا منشاء صرف یہی نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ کو آپ کی نبوت کا علم تھا۔ یہ ایک دہری اور غیر مفید سی بات ہے۔ شیخ الکمر نے اس معنیوں کو بڑی رنگینی سے ادا کیا ہے، اس کا نقل کرنا موجب طوالت ہے۔ اہل علم کی ضیافت طبع کے لیے یہاں صرف چند اشارہ پیش کیے جاتے ہیں

الا باہی من کان ملکہا وسیلاً و آدم بین السماء والطنین واقفت سن لیرے ماں باپ اس پر قربان جو اس وقت بادشاہ اور سرور ہیں چکا تھا جبکہ آدم علیہ السلام ابھی آپ کی دنیا میں ہی پڑے ہوئے تھے۔

روزہ
حکم الدین

فون نمبر ۴۷۵

| | | |
|----------|---|-------------|
| جلد ۸ | ۱۴ ربيع الثاني ۱۳۸۴ هـ مطابق ۱۴ اکتوبر ۱۹۶۲ء | شماره ۱۸ |
|----------|---|-------------|

شرح چند

پاکستان و ہندوستان
مالاۃ: گیارہ روپے
شماہی: چھ روپے
سعودی عرب و کویت، ایران، و افریقہ
مالایا - ہانگ کانگ، انگلیڈ
:- سالانہ :-

عاصم ڈاک سے: - ۸۶۸۷

برائی ٹاک سے :- .. ۵۵ روپے

مریکہ :- عام ٹاک سے ۴۴ روپے ہوائی

بیرونی ممالک کے لیے چھ ماہ سے کم میعاد

نہیں کیا جائے گا۔

اور عبیدت و فراہ برداری کی زندگی گزاریں۔
اپنے پیدا کرنے والے کے احکام کی تعمیل کریں۔
اور اُس کے رسولؐ کی تابعداری کو کوشاں بنائیں۔
اگر سوچا جائے تو ہماری حقیقت یہی
آخر کیا ہے؟ خداوند قدوس کے سامنے
تو ساری کائنات کی حیثیت ہرکاه سے
زیادہ نہیں۔ مادی تقاضے تمام کی تمام
دھری رہ جاتی ہیں، لیکن امر خداوندی اہل
ہے اور ناقابل تبدیلی۔

وَلَنْ نَجْعَلَ لِمَنْتَ اللَّهُ يَكْفُرًا
رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا
ارشاد گرامی ہے۔ اَلْشَّيْءُ مِنْ شَرِّهِ
بَعِيدٌ (خوش نصیب ہے وہ شخص جو
دوسروں کو دیکھ کر حیرت حاصل کرے،
اگر آج ایمان میں ستر ہزار اشخاص
راز لے کا شکار ہو گئے ہیں اور ہزار ہا
اشخاص کی زندگیوں اور املاک مشرقی پاکستان میں
سیلاب کی نذر ہوئی ہیں تو یہ مصیبت
عظمیٰ مرت ایمان اور پاکستان کے لیے ہے
جی ہاں، درسِ حیرت ایسا بلکہ تمام عالم انسانیت کے
لئے درسِ حیرت ہے۔

میں چاہیے کہ بارگاہِ ایزدی میں نہایت
موضوع و مشورع سے گڑ گڑا کر گڑا کر اپنے
مفادوں کی معافی مانگیں۔ اپنی انفرادی اور
اجتماعی زندگی کو اسلامی سانچے میں ڈھالیں
اس کے حضور سجدہ ریز ہو کر آفات و
مفاسد سے پناہ مانگیں اور فکرِ آخرت میں
مہرِ حق مصروف ہو جائیں کہ وہی مشکل آسان
رہنے والا اور عذاب سے حفاظت میں
کھنے والا ہے۔

درسہ تحقیقہ تعلیم اسلام جامع مسجد گنبد والی اہلیم
کا پانچواں عظیم الشان تبلیغی

جانب

[illegible]

در اس عبرت

میں دم مار سکے؟

میں مشرقی پاکستان میں سیلاب کی تباہ کاریوں نے یقیناً توحی کے آفسور لائے کہ ہمارے گودواران وطن اور ملی جھانڈوں پر آفات کے پھاڑ گھٹ پڑے ہیں اور یہ سربجی ہمارے لئے صدمہ صدمہ جانگاہ سے کم ثابت نہ ہوئی کہ جو خاک نزلے نے ہمارے صلیف اور عزیز ترین دوست ایمان کے خوبصورت عاقبت کو برقی خاموشی بن کر ایک منٹ کے قبل عرصے میں خاکستر بنا کر رکھ دیا۔ ہمیں اپنے جھانڈوں سے انتہائی ہمدردی ہے اور ہم راگاہ سب انصاف میں ثابت ہی خضوع و مشغوع سے دست بردار ہو گئے کہ وہ ان کی مشکلات کو حل کرنے اور مسکون و عاقبت کی دولت کے لامال کرے۔ تاہم اس سے کسی فرد یا گھر کو بحال اٹھانے کی کوشش بھی ہوتا ہے جو کسی قادر و توانا رب العالمین کی حکمت کا لہو و باغ کے تخت اور اُسی کے منشاء سے بنتا ہے۔

پلے شک ثابت کردہ انہیں اور مادہ
پرست قریب ظاہری اسباب و علل پر نظر
کھینچی ہیں۔ اور سیلاب و زلزلے اور طوفان و
سندھی ایسی آفات سادیہ کی نادی پہچانت
تی ہیں۔ لیکن اسلام کا نقطہ نظر اس سے قطعی
مختلف ہے۔ خدا کا کلام صاف طور پر واضح
رتا ہے کہ سیلاب، زلزلے اور
طوفان اللہ عزوجل کے عذاب ہی کی مختلف
پہچلیں ہیں، جو انسانوں پر گرجی و نافرمانی کے
بجائے ان کی نازل کی جا جاتا ہے۔ اس کا مقصد یا
نافرمانی کی بھرتی تاکہ نرا دھن ہوتا ہے یا
لوگوں کو خواب غفلت سے بیدار کرنا۔ اور
اس سے پہلے کا طریق ہادیٰ اعظم صلی اللہ
یہ وسلم نے یہ بتایا ہے کہ انسان اللہ
کا شایہ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگیں

قانون خداوندی ساری کائنات میں جاری و ساری ہے۔ زمین ہوا یا آسمان، ہوا اور پانی کی ہر چیز اُسی کے تابع ہے۔ تقاضات اسی ذات و وحدہ لا شریک کو سب اور اُس کے علاوہ ہر چیز انوشِ خدا میں شامل جانے والی، کُل شے حالتِ اَلَا یُحِکَمُ ناطق ہیں وہ لوگ جو اُس سے غافل ہو کر موت کی یادِ دل سے نکال دیتے ہیں اور احسن ہیں وہ جنی نوعِ انسان جو جزا و سزا کے محکم ہیں۔

یہ اُس کا حکم ہے کہ فرعون کو پانچ سو سال تک جہنم دیدے۔ فرم فوج کو ساڑھے نو سو سال تک نہ پیچھے اور باوجود قادرِ مطلق ہونے کے نافرمانوں اور سرکشوں کو ذلیل دیتا جائے۔ چنانچہ بعض فرشتے اُس کی حمد و ثناء کے ترانے ان الفاظ میں گاتے ہیں:-

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی حَلِیْمٍ مَعَ عَلِیْمٍ
اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی غَفُوْرٍ مَعَ قَدْرٍ
عَدَدِ ثَنَائِے اُس ربِّ عَلِیْمِ کی جو
علمِ حق کے باوجود (نیکوئوں کو) غفل
دیتا ہے۔ تمام تعریفیں کے لائق ہے
وہ وجودِ قادر و قُدوس کہ جو قدرتِ کاملہ
کے باوصف درگزر فرماتا ہے۔

لیکن جب غضب میں آئے اور گرفت کے
تو کائنات انسانی کو اُن واحد میں تپس تپس
کے رکھ دے۔ سرنگ ملک اداوں کو چھوڑ زمین
کو دے۔ عکالت شاہی کو کھٹرات میں تبدیل
کر دے۔ اور بستیوں شہر محوشاں کا مظہر پیش
کرنے لگیں۔ اِن کھٹش اِن کھٹش کھٹش
ہے شک تمہارے رب کی کڑی جڑی ہی شدید
(ہے)

کون ہے جو اس سے جرات سوال کرے؟
 اور کس میں ہمت ہے کہ اس کی بارگاہِ حلال

مفطہ لکھنؤ - ج ۱ - لے

قرآن حکیم

من جانبِ رحمن ہے قرآن کی تنزیل
قرآن نے دی عصمت مریم پہ گوہی
مذہب سے ہم آہنگ کیا اس نے خود کو
آثارِ زمینی میں یہ رکھتا ہے توازن
تحریف سے محفوظ ہے چودہ سو برس سے
احکام و بیانات میں اک ربط و لا ویز
ارشاد کا اسلوب حکیمانہ سراسر
الحمد سے الناس تک اک جلوۂ تقدیس
روحوں کی زمیں جس سے ہو سیراب وہ چشمہ
ایجاب و بلاغت وہ کہ اعجاز ہی اعجاز
نازل ہوا آسان زبانِ عربی میں
یہ نور ہے، حکمت ہے، ہدایت ہے، شفا ہے
عالم کو دیا صورتِ اکمل میں اسی نے
انسان کے اخلاق کی تعمیر کی خاطر
انسان کو جو دارِ کونین بنا دیں
پوچھ اس سے مدد و انجس و خورشید کے اسرار
فہم اور تدبیر سے جو خالی ہو تلاوت
اقوام کے اعمال و نتائج سے خبردار
جو تارکِ قرآن ہیں ان کے لیے مضطر
عفتے میں بھی رسوائی ہے، دنیا میں بھی تذلیل،

اترے تھے مگر لے کے اسے حضرت جبریل
قرآن نے کی صحت تو ریت و انامیل
محکم ہے اسی نور سے عین کی تحصیل
اجرام سماوی میں بھی منبرِ تاقیل
ہو گا نہ ہوا شوشہ تک اس کا کبھی تبدیل
الفاظ و عبادات میں تکشیر نہ تقبیل
تفسیم کا انداز بہ سپر ایہ تمثیل
آغاز سے انجام تک اک فنِ تحویل
ذہنوں کے جہاں جس سے منور ہوں وہ قندیل
اجمال وہ دل کش کہ فدا جس پہ ہو تفصیل
ارشادِ خدا ہے کہ پڑھو اس کو بہ ترسیل
اس ضمن میں درکار ہے توجہ نہ تاویل
وہ دین کہ لائے تھے براہِ اہم و سائل
چھوڑا نہ کوئی اس نے سبب تشبیہ تکمیل
اس دین سے ہوتی ہے ان اعمال کی تشکیل
یہ راہ نہ تو ریت دکھاتی ہے نہ انجیل
رکھتی ہے دل و ذہن کو بیگانہ تفصیل
اللہ کی سنت کبھی ہوتی نہیں تبدیل

جلسہ ذکر مشقہ ۶، پنج اثنائی ۱۳۸۳ھ مطابق ۱۶ ستمبر ۱۹۶۲ء

جانشین شیخ الشیخہ حضرت مرثیہ عبداللہ بن علی بن محمد بن ذیل تقریر

جلسہ ذکر کے بعد ارشاد فرمائی جذبہ اخلاص

مؤید
محرم خالد سلیم صاحب

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ : ہرگز
کو اصلاح حال کے لئے کوئی آیت یا حدیث پھر
دیا کرتا ہوں۔ یہ حضرتؑ کی فتاویٰ ہے۔ انہی کا
یہ پورا دیکھا یا سنا ہے۔ جو پہل پھول سا ہے۔
دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کی اصلاح
فرما دے۔ اور ہم حضرتؑ کے طریقہ کار پر عمل
کر کے یاد الہی کثرت سے کریں۔

در اصل یہ سلسلہ رشد و ہدایت کا
حصہ ہے صلی اللہ علیہ وسلمؐ صحابہ کرامؓ تابعین
نبیہ تابعین اور بزرگان دین سے یہ سیر و حرکت
اور یاد الہی کی کوئی پہلی اور آخری ہے۔ غرض
قسمت ہیں وہ لوگ جو سلسلہ خیر کی کوئی پختہ
چارے ہیں اور بدقسمت ہیں وہ لوگ جو ان
بزرگان دین کے طریقہ کار چھوڑ کر سلسلہ شر کی
کوئی پختہ چارے ہیں۔

محبت خارج تر اصلاح کند
صحت طالع تر اطلاع کند

اگر نیکیوں کی محبت اختیار کریں گے۔ تو
نیکی کی رحمت ہوگی، خوف خدا پیدا ہوگا، حقوق
اللہ اور حقوق العباد کے ادا کرنے کی فکر ہوگی
اگر بدوں کی محبت اختیار کریں۔ تو خیالات کا مادہ
آئیں گے، عجز و تکبر، بد اخلاقی اور برے خصائل
پیدا ہوں گے۔

کہ ہم کو اللہ تعالیٰ لاکھ لاکھ دفعہ ارادہ
کرنا چاہئے کہ اس نے ہمیں اپنی یاد کرنے کی
توفیق دی، ہمارے لاکھوں دوسرے بھائی اس
وقت غلط کاریوں، چوری، سینہ دیکھنے اور
دوسرے برے کاموں میں مبتلا ہیں لیکن اللہ
تعالیٰ نے ہم کو اس مجلس ذکر میں شامل کرنے
کی توفیق عطا فرمائی۔ اللہ تعالیٰ لاکھ لاکھ دفعہ
احسان ہے کہ ہم کو برائی کے کاموں سے
بچا کر یاد الہی کی توفیق عطا فرمائی۔

عبادت کرنے کے بعد کھنڈ اور زعفرانی
نہیں کرنا چاہئے۔ آپ دیکھتے ہیں کہ درشت
کو جب پھل گٹا ہے تو اس کی کہنیاں جھک
جاتی ہیں۔ اسی طرح نیکی کی زبانیں سے انسان
میں عاجزی و انکساری پیدا ہوتی ہے۔ چاہئے
حضرت صلی اللہ علیہ وسلمؐ کے معصوم اور
بے گناہ ہونے، بہت ہی بلند اور اعلیٰ مقام
کے مالک ہونے۔ لیکن راتوں کو بارگاہِ خداوندی

میں گڑ گڑلاتے تھے، روتے تھے اور بہت عبادت
کرتے تھے ایک دفعہ حضرت عائشہ صدیقہؓ
نے پوچھا۔ کہ یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلمؐ
آپ کے تو اللہ تعالیٰ نے تمام گناہ عادت
فرما دیئے ہیں۔ تو پھر آپ اتنی عبادت کیوں
کرتے ہیں؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلمؐ نے فرمایا
کہ میں اللہ تعالیٰ کا شکر گزار
نہ ہوں؟

مسلمان کو حضور صلی اللہ علیہ وسلمؐ کی
زندگی کو موزن بنانا چاہئے۔ یاد خداوندی کثرت
سے کرے۔ عجز و تکبر کے نزدیک نہ چکے
بلکہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عاجزی و
انکساری ہی کرتا ہے اور اس کا ہر دم شکر
ہی ادا کرتا رہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ لا یشتناہی شکر
ادا کیا جائے کم ہے،

ایمان بڑی دولت ہے۔ اس کی حفاظت
بے حد ضروری ہے۔ جس طرح انسان منزل
مقصود تک پہنچنے کے لئے اپنے سامان۔ مال و
دولت کی حفاظت کرتا ہے کہ نہیں چوری نہ ہو
جائے۔ لگم نہ جو جائے، اسی طرح جب تک
موت نہیں آتی ایمان عطرہ میں ہے۔ کہ
کہیں شیطان اس دولت کو لوٹ نہ لے لے
ایسے لوگ ہوتے ہیں جو ساری ساری عبادت
کرتے رہتے ہیں لیکن آخر میں اپنی کسی باجمالی
کی وجہ سے ایمان کی دولت سے ماتم دھو
ڈالتے ہیں اور بے ایمان ہو کر مرتے ہیں۔
آج کی مجلس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلمؐ کی
ایک حدیث عرض کرتا ہوں۔

عَنْ سَعْدِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ جَاءَ رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا نَامَ خَلَعَ خُفَّهُ الْيَمَانِيَّ
وَالْخُسْفَانِيَّ نَامَ الرَّحْمَنُ فِي الدُّنْيَا بِخُفِّكَ اللَّهُ
وَالْخُسْفَانِيَّ عَنِ النَّاسِ بِخُفِّكَ اللَّهُ (رواه الترمذی)
ترجمہ: پہل پہل سنہ سے روایت ہے۔
کہ رسول اللہؐ کی خدمت میں ایک شخص آیا۔
اور سوچا کہ یا رسول اللہؐ مجھے ایسا عمل بتائیے
کہ جب میں اس کو کروں تو اللہ مجھے مجھے
محبت کرے اور اللہ کے بندے بھی مجھ
سے محبت کریں۔
آپؐ نے فرمایا۔ کہ دنیا کی طرف سے
اعراض دے رہی اختیار کرو۔ تو اللہ تعالیٰ

تم سے محبت کرنے لگے گا (اور جو مال دجاہ)
لوگوں کے پاس ہے۔ اس سے اعراض ادا دیے رہی
اختیار کرو۔ تو لوگ تم سے محبت کرنے لگیں گے
زہد کے لغوی معنی کسی چیز سے اعراض
اور بے رشتگی کے ہیں۔ اور اصطلاح میں بخت
کے خیال سے دنیا کے لوازم اور موقوفات
کرنے اور عیش و راحت کے اسباب کو چھوڑ
دینے کے ہیں

اسلام جمہوریت کو پسند نہیں کرتا۔ انسانی
ظفری تقاضوں کو صحیح طریقے سے پورا کرنا شریعت
کا جزو قرار دیا گیا ہے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلامؐ نے اپنی تمام
زندگی زہد و تقویٰ میں گزاری لیکن انہوں نے
کبھی مہمانوں کے پادریوں کی طرح دنیا سے
بالکل کنارہ کشی نہیں کی۔

حضورؐ کا تو یہ حال تھا کہ یاد خداوندی۔ نماز
روزہ، ادا کرے، بیوی بچوں کے حقوق ادا کرنے
و عطا و نصیحت کرنے اور ماہ حق میں مشکلات
و مصائب برداشت کرنے میں سب سے کلمے
تھے۔

عزیم یہ کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلامؐ کی
شان جمہوریت کی شان تھی۔ ان کی زندگی ہر
ایک کے لئے توفیق مہمتی اور اب بھی ہے۔
دنیا سے رہی اور ہر امن کرنے کا مطلب
یہ ہے کہ ناجائز طریقے سے دنیا نہ لیا جائے۔

اور نہ ہی فضول خرچی کی جائے۔ توازن شریعت
کے اندر رہ کر کائنات میں درخیز کریں۔
لوگوں کے مال و جاہ سے بے رخی اور
اعوان کرنے کا مطلب یہ ہے کہ کبھی دوزخ
کے مال و دولت، کھجیوں اور کاروں کی طرف
لاہج کی نظر سے نہ دیکھے۔

حضرتؐ دنیا و دلوں سے بہت اعراض
فرمایا کرتے تھے۔ اگر کسی کے ہاں عطا و نصیحت
کے لئے تشریف بھی لے جاتے۔ تو پہلے شرط
لگاتے۔ کہ کھانا نہیں کھاؤں گا۔

حضرتؐ کو ایک مرتبہ گورنر رضوی پاکستان
کے لڑکے کی شادی پر بلایا گیا۔ حضرتؐ نے
تھے۔ کہ مجھے اتنی سخت پریشانی نہیں ہوتی
جتنی اب ہوتی ہے کیونکہ گورنر مجھے کھانے کا وار
دے گا۔ میں نہ چھ کھاؤں گا اور نہ لوں گا۔

لیکن خدا کی قدرت کہ جب نکاح کے
بعد سب کھانے کے کرے میں چلے گئے تو حضرتؐ
فرماتے تھے کہ میں کرسے میں اکیلا رہا گا اور
دوسرے دروازے سے نکل کر کار میں بیٹھ
لوں گا۔ کہ انہیں اصرار نہ پڑا۔ اور نہ مجھے
انکار کرنا پڑا۔ اہہ حضرتؐ اس واقعہ کو بیان
فرما کر بہت غصہ ہونے کو مجھے اللہ تعالیٰ

اطاعت و مشورہ بنو داری، علوم و استلال
کی ایسی بر غرض مثال تاریخ کے اوراق پیش
نہیں کرتے
مذہب کے اہل اصولوں پر مذہب سے
زمانے کے مطابق عمل کرانے کے منصوبے
سرچنے والے قہا کی کو چشمی دور کرنے کی
غرض سے سرفہ بصیرت کی اور سلائی میں لفظ
ہو۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے
روایت ہے کہ ہمارے پاس انگری شرب
نہی اور میں کھڑا ہو کر ابو طلحہ اور نفلان
کو بلا رہا تھا یہ اس زمانہ کا ذکر ہے جب
شراب حرام نہیں ہوئی تھی۔ اچانک ہم کی
سنتے ہیں کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے حکم کہنا دی کر رہا ہے۔ شرب
حرام کر دی گئی ہے۔ یہ سن کر ابو طلحہ نے
فرمایا کہ ان اھل وادان شلوں کو کہا دو ہم
میں سے جس جن کے ہاتھ میں پیالہ تھا اس
نے وہیں رکھ دیا۔ اور حضرت انس فرماتے
ہیں کہ میں اٹھا اور میں نے شراب کے شے
کو لگی میں ہا یا جلد ہی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
کے ارشاد کا عمل ہونے پرستی نے کوئی اثر نہیں
نہیں کیا کوئی مکہ چینی نہیں کی گرا دیں کا
سوال ہی پیدا نہیں ہوا۔ سب نے شے گیلوں
میں بنادیے اور سافر خود دیئے۔ بچتے ہیں کہ
اس دن مذہب کی گیلوں میں اس طرح شراب
بہر رہی تھی جس طرح بارش کا پانی ہے
رما خود از ضمیر مجاز

ہے کوئی جو آج صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی اس
سنت کو زندہ کر دکھائے۔ مناسبت کے اوقات
احساس دلائے ہیں خداوند کریم ہماری توفیق
پارمینٹ اور قومی اسمبلی کو توفیق عطا فرماتے
اور اہم احتجاج کی سجاوٹ کے علاوہ دیگر
غفلتوں سود زمانہ اور چوری و دگر سماجی باتیں
کے فوری امداد کے لیے کوئی ہنگامی قانون
پاس کر کے اپنی اسلام نوازی کا عملی نمونہ پیش
کر سکے۔ بصورت دیگر تاریخ اسلام کے سنی
اور ان کو گورے ہوئے زمانے کی یادگار پیش
ہی رہ جائیں گے۔

استدعا

لے خاصہ خاصان رسول وعت دعا ہے
امت پر تیری آگے جب وقت پڑا ہے
جو بدن بڑی شان سے نکلا تھا دھن سے
پڑیں میں وہ آج غریب الغراب ہے
(انبات)

مضی

کار

یاد

”خاموشی میں مٹانی“

اسان ہے کہ ان کا مقابلہ کیا جائے۔ بھاننا
سہ روزہ معزز تھے زمانے میں تان ہکر
ادبم خوار ہونے تارک فستان ہکر

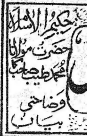
غلیفہ اول حضرت ابو بکر صدیق کا یہاں پر دولوں
جگ موت میں رو میوں کے ہاتھوں بہت
سے صحابہ کو اٹم شہید ہوتے ان میں زید
بن حارث بھی تھے۔ بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
نے وصال سے چند یم پیشتر رو میوں سے
بدل لینے کے لیے ایک لشکر کو تیاری کا حکم
دیا اور اس لشکر کے سردار حضرت اسامہ
بن زید مقرر ہوئے۔ جب یہ لشکر کوٹھنے
لگا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہو گئے
اور اسی بیماری میں آٹ کا وصال ہو گیا۔
اس کے بعد بعض رو مسلم جمیل کے اعداد
کی خبریں آنے لگیں بعض صحابہ نے غلیفہ
اول حضرت ابو بکر صدیق بذ کی خدمت میں عرض
کی کہ مخالفین اسلام کی طاقت بڑھ رہی ہے
اس لیے مناسب ہے کہ ایسے وقت میں
باہر کوئی فوج نہ بھیج جائے حضرت ابو بکر
صدیق نے نہایت سختی سے اس مشورہ کو رد
کر دیا اور کہا کہ خود ہی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
اس لشکر کی روانگی کا حکم جاری فرمایا تھا اور
اس کی تاکید بھی فرمائی تھی اس لیے میں کسی
حالت میں نہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم
کی خلاف ورزی نہیں کر سکتا اور جب مجھے اسے
کو خود رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے
ہاتھوں سے باندھا ہو اسے ابو بکر کھول نہیں
سکتا۔ صحابہ کرام نے عرض کیا آپ اس لشکر میں
ہجرت جمیل اللہ صحابہ کو باہر بھیج رہے ہیں۔
لیکن تباہ عرب کی حالت غراب ہو رہی
ہے ایسی صورت میں اپنی طاقت کو بکھر دینا
مناسب نہیں۔ آپ نے ان کے جواب میں
فرمایا، قسم ہے اس اللہ کی جس کے قبضہ

میں میری جان ہے اگر میں یہ بھی جان لوں
کہ دہندہ سے مجھ کو پچھا کھائیں گے تب بھی میں
اس لشکر کو نہیں روکوں گا اور خدا مستبیر
میں میرے سوا ایک آدمی بھی نہ رہ جائے
پھر بھی میں اس کو روانہ کئے بغیر نہ رہوں گا
ہے اسے اسلام تیرے جانے والے دے دے
جن کا تو چاہتا تھا دے دے بائے نہ ہے

اجنادین ملک شام کا ایک بڑا اہم تھا
اس مقام پر مسلمانوں اور رومیوں کے دربان
ایک بہت زبردست لڑائی ہوئی ہر تری
شاہ روم کا بھائی رومیوں کا سپہ سالار تھا۔
وہ دیکھ چکا تھا کہ مسلمان شہر پر شرف فتح کرتے
چلے آ رہے ہیں اور کسی ملک کی بڑی سے
بڑی فوج بھی ان کے مقابلہ میں نہیں ٹھہر سکتی
وہ سرچے لگا کر مسلمانوں کی اس طاقت اور
کامیابی کی وجہ کیا ہے مسلمانوں کے پاس نہ
ہی رو میوں جیسی تجربہ کار اور تربیت یافتہ
فوج تھی اور نہ ہی ان کے پاس رو میوں
جتنے سامان تھا۔

مسلمانوں کی اس حالت کا نقشہ علامہ
انتباہ یوں بیان فرماتے ہیں کہ
ع کا فوج پر تفریح پر کڑا ہے ہجرت
روم سے قسبہ تین بھی لڑتا ہے سب کا
آخر اس نے یہ معلوم کرنے کے لیے ایک مسلمان
عرب کو جاسوس مقرر کر کے مسلمانوں کے
ظہر میں بھیجا تاکہ وہ وہاں کے حالات
دیکھ کر مسلمانوں کی کامرانی کا راز معلوم کرے
یہ جاسوس عرب ہونے کی وجہ سے مسلمانوں
میں آٹا اور شبہ و روز مسلمانوں کی تمام کام
سکنت کا بغور معائنہ کرنے لگا اس نے یہ
کہ ہر شخص امیر کا دل وہاں سے اطاعت
گزار و فرما پڑا رہا ہے۔ اور آپس میں ان کا
سلوک دیا نہ ساز اور ایماندارانہ ہے اور ہر
فرد انتہائی صادق و اعدل ہے۔ وہ جب عبادت
کے لیے کھڑا ہوتا ہے تو تمام رات نماز
اور قراءت قرآن پاک میں گزار دیتا ہے۔ کسی
پروری سپہ سالار کے دریافت کردہ وہ
یوں گویا کہ مسلمانوں کی طاقت اور شہادت
سبقت امتیاز کیلئے شکوکہ کو کوئی وجہ نہ ملے
الغیہ فیغیہ

ترجمہ یہ لوگ رات کو عبادت کرنے ملے
ہیں اور دن کو بہادر شہسوار۔ اگر ان کے ادا
کا بیٹھا بھی چوری کرے تو یہ اس کے ہاتھ کاٹ
ڈالیں اور اگر تارکے تو بھر بار کراہ کوں
خدا کا دین نافذ کرنے میں کسی سے رعایت
نہیں کرتے۔ جب روس سپہ سالار نے یہ سنا
تو کہہ کر کہ تو نے بیان کیا ہے اگر یہ سب
پتا ہے تو پھر زمین کے اندر اترا جانا اس سے



مسئلت الہی کی مصاحبت کے سلسلہ میں

مادے اجزا پر پنے سے متعلق مصاحبت
تعلیمی برکتی اور مولانا عنایت اللہ شاہ صاحب
کی حد تک متعلق رہی۔ لیکن ان کی تیسرے علم
تسمیہ و توفیل صورتوں کا فیصلہ ان مرد و
بزرگوں نے مشروط انداز سے پہلے ہی فرما دیا
اس لئے مصاحبت بہر خیر مکمل ہو گئی اور کچھ
مزید خیال یہ تھا اور دونوں فریق کے بزرگوں
نے اس کو تعزیر فرمایا کہ اس بارہ میں سب
سے پہلے احقر کا تفصیلی بیان شاخ ہو۔

میرے لئے دشواری یہ تھی کہ شانہ و زور
سفر اور مجلسوں میں گزر رہے تھے۔ ایک
منٹ کی مہلت نہیں تھی۔ چہ جائے کہ اقامت
مطمینان مگر اسی حالت میں بزرگوں کی طرف
سے تاکید اکید سر پر تھی کہ جلد بیان مرتب
کیا جائے۔ آخر کار اسی جہاک و ڈر میں بیان
مرتب کیا شراغل و مشاغل کی کثرت سفر کی
جہاک و ڈر سے طائے دالے حضرات کے
ہجوم میں کیونٹی بھی غنودہ رہی اس لئے
مضمون مرتب ہوا جس کی تصحیح و ترتیب میں
یہ نالیسیوں بھی شامل رہی اور تاخیر بھی کافی ہو
گئی۔ مگر ایسے اہم مسئلہ کے بیان کے لحاظ سے یہ
تاخیر کچھ زیادہ تاخیر نہ تھی۔ تاہم یہ خیال ضرور
تھا کہ اس مسئلہ میں اولاً یہی بیان منظر عام
پر آئے۔ مگر مجھے افسوس ہوا جب کہ لاہور
میں ۵ جولائی کو پہنچ کر میں نے ایک
اشہار بعنوان ”صلح ہو گئی“ دیکھا جس میں
مسئلہ کے تدریس و تفسیر کی عبارت اور
مولانا عنایت اللہ صاحب سے متعلق
خصوصی عبارت دونوں طبع شدہ
سامنے تھیں

میرا خیال تھا کہ اپنے بیان میں اتھارڈ
عبارت نہ رکھوں جب تک کہ اس کی
خصوصی ضرورت واقعی نہ ہو لیکن اس
اشہار میں طبع ہو جانے کے بعد میرا خیال
اسے بھی ایک سلسلہ سے لانا ناگزیر ہو گیا
۸ جولائی ۱۹۶۱ء کو لاہور سے یہ بیان رسالہ
”غلام الدین لاہور اور رسالہ تفسیر القرآن
راولپنڈی“ کو اشاعت کے لئے بھیج دیا گیا
میں ابھی لاہور ہی میں تھا اور دلیپ دھن
کے لئے ناپاکاب اور تیار کیا سفر میں صدمت
کہ مولانا سید عنایت اللہ شاہ صاحب مولانا
غلام اللہ خاں مولانا قاضی غلام الدین صاحب

مسئلت الہی کے بارہ میں ائمہ و تدرک
مصاحبت ہوئی اور نہایت ہی خلصانہ ہوا لیکن
ہر مصاحبت کا تعلق عوام کو جدلی و نزاع
سے بچانے سے تھا۔ نفس منکر کے صفاء صواب
کی تفسیر و تفسیق سے نہ تھا۔ مقصد یہ تھا کہ علماء
اگر اس میں بہت دلی سے اختلاف رائے رکھتے
ہیں تو رکھیں اس کا تعلق ان کی نیت ان کے
نفس اور ان کے خدا سے ہے۔ عوام کے سامنے
اگر مسئلہ کو لانے کی کوئی مجبوری پیش آجائے
تو وہ صرف قدر مشترک پیش فرمائیں جو عوام
کے لئے کافی وافی ہے مسئلہ کے اختلاف فیہر
کو سامنے نہ لائیں۔ اور یوں بھی ان پر زور نہ
دیں۔ چنانچہ قدر مشترک کی عبارت فریقین
میں یکوئی دلی طے ہو گئی جو احقر کے دستخط
سے پیش کی گئی تھی۔ اور اس پر دونوں طرف
کے بزرگوں کے دستخط ہو گئے۔ ایک جانب
سے مولانا غلام اللہ خاں صاحب اور مولانا
قاضی زمر محمد صاحب مرحوم کے اور ایک
جانب سے مولانا محمد علی صاحب جالندھری
کے بیڑوں سے آخر تک اس معاملہ میں
شرکت اور موجودگی حضرت مولانا خیر محمد صاحب
دام جمہور کی گئی رہی۔ اور مصاحبت کا معاملہ
بجز خودی انجام کو پہنچ گیا۔ راولپنڈی کے علمبر
عام میں اس کا اعلان عام بھی ہو گیا اور عوام
نے اس سے کافی خوشی محسوس کی اور اس کا
اظہار کیا۔ مولانا عنایت اللہ شاہ صاحب
اس مجلس مصاحبت میں شریک نہیں ہو
سکے۔ فریق کے سامنے عبارت مصاحبت
پیش کرنے اور ایمانی حد تک انہماں تقسیم
کے ذریعہ انہیں اس قدر مشترک چلانے کا وعدہ
اور در صورت عدم تسلیم ان سے اس حد
تاکید برائت کے اعلان کا وعدہ مولانا غلام اللہ
خان صاحب مولانا قاضی زمر محمد صاحب
نے تحریری طور پر فرمایا اور اس پر ان کے اور
دوسرے فریق کی طرف سے مولانا محمد علی صاحب
جالندھری کے دستخط ہو گئے۔ عبارت کے پیش
کنندہ کی تحقیق سے احقر کے دستخط بھی
تحت تھے باہن صورت یہ مسئلہ اور معاہدہ
مولانا غلام اللہ خان صاحب اور مولانا قاضی
زمر محمد صاحب مرحوم اور مولانا قاضی غلام الدین
صاحب کی حد تک رپورٹ ان کے ایک سالانہ
والا نامہ کے حسن میں معاہدہ کی عبارت کے

اتھری قیام گاہ پر تشریف لائے۔ سب صاحب
کو شک یہ تھا کہ ان کے بارہ میں جو خصوصی
تحریر لکھی گئی ہے جس میں ان پر کچھ علمی
پابندیاں عاید کی گئی ہیں۔ اس میں ایک
طرف ہونے کی شان ہے۔ جس کا محال ٹھکانا
ہے کہ ایک شخص پابند اور دوسرے آزاد۔
اس میں توازن پیدا کرنے کی صورت ہے
کہ اسے جو بھی پابندی ہو فریقین پر عاید ہو
بات معقول تھی مگر اس کا تعلق حقیقتاً صحیح
سے نہ تھا۔ کیونکہ ان پر یہ پابندیاں عامہ
کرنے کا ذمہ مولانا غلام اللہ خان صاحب
اور مولانا قاضی زمر محمد صاحب مرحوم نے
لیا تھا۔ گو احقر کی تحریر پر کیا مگر یہ مجھے
ہوئے کہ مقصد اصل مصاحبت باہمی اور ایک
کو دوسرے سے قریب لانا ہے نہ کہ توافقی
تجربہ قائم کر کے اپنا بیچا چھڑانا اس لئے احقر
نے اسی مجلس میں نام بردہ حضرت مولانا
مولانا خیر محمد صاحب دام جمہور نیز فریقین
کے اور بھی بزرگ تشریف فرما تھے لہذا
مشورہ کے بعد یہ طے پایا کہ کچھ علمی
پابندیوں والی تحریر ایک طرف اور خود
سبھی جاری ہے۔ اس لئے مناسب ہو گا
کہ جس طرح مسئلہ حیات الہی کے بارہ میں اصلی
رنگ کی ایک عبارت تدریس و تفسیر کے طور
پر آئی ہے۔ جسے فریقین نے جو بھی منظور کیا
ہے۔ ایسے ہی علمی پابندیوں کے بارہ میں بھی
اصلی ہی رنگ میں فریقین کی مفاہمت سے
کوئی صورت طے ہو جائے۔ میں اس کا مک
وقت کے سبب انجام نہیں دے سکا
تھا۔ سفر شروع ہونے میں صرف چند خط
صاحب سے باقی تھے اس لئے حضرت مولانا خیر
محمد صاحب سے عرض کیا کہ اس علمی مفاہمت
کو وہ اپنی سرکردگی میں طے کرادیں مولانا
نے وعدہ فرمایا کہ میں ملتان پہنچ کر ایک مقررہ
تاریخ پر فریقین کو بلاؤں گا اور علمی انداز کی
مفاہمت کرنے کی سعی کروں گا۔ جس کو مولانا
غلام اللہ خان صاحب کی جماعت نے بھی
مخوض دلی تسلیم فرمایا۔ اس پر احقر نے اسی
جلس میں ایک تحریر حضرت مولانا خیر محمد
کے نام لکھی جس کا محال یہ تھا کہ جناب
فریقین میں علمی حدود کی تقیید موجود کو فریقین
کراویں اور اس صورت میں مولانا سید عنایت
اللہ شاہ صاحب والی تحریر (وجہ مذکورہ بالا) کا اہتمام
کھجی جائے۔ جو اس سید عنایت اللہ شاہ
صاحب سے یہ عرض کیا کہ ملتان کے اجتماع
سے پہلے کوئی عملی قدم نہ اٹھایا جائے
اس طرح مسئلہ حیات الہی کا معاہدہ تو اپنی جگہ

بندر قائم تھا۔ یہی - علامہ سید عثمان اللہ شاہ صاحب دینی تحریر کا معاملہ بھی بدستور قائم رہا اور اس طرح میں مسئلہ حیات کی مخالفت اور معاملہ سید صاحب کی مذکورہ صورت حال دونوں کی طرف سے مطمئن ہو کر دوبارہ کے لئے روانہ ہو گیا۔ فریقین کے بزرگوں نے اپنے حق و غلطی سے بحث لاپرواہی سے نہ کر کے اور ادا کیا۔ اور میں نے جو لائی ۱۹۲۴ء کو دیو بند پہنچ گیا۔ یہاں کے بزرگوں سے اس مخالفت کے بارے میں حالات بیان کئے۔ جو سارے اکابر کے لئے موجب فخر و برداشت ہوئے۔

اس سلسلہ میں اختصار و تفصیل بیان لاہور میں اشاعت کے لئے دے آیا تھا اس کی تہدید میں دعویٰ یہ کیا گیا تھا کہ حیات انبیاء کے سلسلہ میں تمام علماء دیوبند کا اس پر اجماع ہے کہ یہ حیات حیات دنیوی ہے۔ لیکن بعض کچھ علماء نے پیدا ہوا بعض حضرات کی عبارتیں اس بارہ میں کچھ مبہم اور اہل بھی ہیں۔ ممکن ہے کہ ان کی وجہ سے اس دعوئے اجماع پر تردید کیا جائے خشک ہوئی۔ یہی حق کہ چاہیے مولانا غلام اللہ خان صاحب اور مولانا سید عثمان اللہ شاہ صاحب کا مستقلی والا مینہا کہ آپ کا مفصل بیان پہنچ گیا اور ہم اسے رسالہ تفصیل القرآن میں شائع کر رہے ہیں۔ لیکن یہ اجماع علماء دیوبند کا دعویٰ ہمارے نزدیک عملی کام ہے جب کہ متعدد علماء دیوبند کی عبارتیں اس بارہ میں اس اجماع کو برقرار نہیں رکھ سکیں۔ آپ کو اس بیان میں کوئی استثنائی کلمہ ضرور کہہ دینا چاہیے تھا۔ اس لئے ہم آپ کا بیان پورا شائع کر رہے ہیں۔ کراس دعوئے اجماع پر تنقید کی ڈٹ بھی رکھ رہے ہیں آپ بڑا ناہیں۔ ظاہر ہے کہ میرے سے بڑا ماننے کا سوال یوں نہیں پیدا ہوتا تھا کہ مجھے خود اس بارہ میں خشک غصہ ہو رہی تھی۔ اس لئے میں نے اپنا بھی بیان رسالہ دارالعلوم دیوبند کو شائع کرنے کے لئے دیا تو اس میں ایک استثنائی فرسٹ کا اضافہ کیا اور مولانا غلام اللہ خان صاحب نے وہ استثنائی عبارت لکھ بھیجی۔ جس کا محل یہ تھا کہ مجبور علماء دیوبند کا مسلک یہی ہے کہ بزرگ علیہا انبیاء حیات دنیوی ہے لیکن اگر کسی کی عبارت اس بارہ میں مبہم ہو تو اسے ان ہی واضح عبارت کی طرف راجع کر کے اس کا مطلب متفقین کر لینا چاہیے اور اگر کوئی اس کی واضح عبارت نہ ہو یا واضح عبارت خلاف کی ہو۔ تو اسے علمی اختلاف پر محمول کیا جائے

جس سے مسلک میں اختلاف کرنے کی گنجائش مل سکتی ہے۔ اسے اختلاف مسلک نہیں کہیں گے۔ بلکہ اختلاف علمی کہیں گے۔ ظاہر ہے کہ اس سے مسئلہ حیات کی مصالحت پر کوئی اثر نہیں پڑ سکتا تھا۔ کیونکہ اس کا محل عوام کو عدال و نزاع سے بچا کر ان کے سامنے تقدیر مشترک لانا تھا۔ ظاہر ہے کہ اس کی ضرورت ہمیں اس وقت چرچا سکتی تھی کہ علماء میں اختلاف ہو اور اختلاف کی گنجائش بھی ہو۔

بہر حال مقصد علوم کو نزاعات باہمی سے بچا کر مسئلہ کی ایک ایسی حد پر قائم کر دینا تھا جس پر فریقین مطمئن ہو جائیں۔ علماء کے سامنے مدینا یا ان کی علمی گنجائش کو سلب کرنا نہیں تھا۔ اور وہ سراسر مقصد تھا کہ جب مسئلہ میں فریقین کا مل کر کے کسی نہ کسی حد تک گنجائش ہے تو وطن و علامت یا مقصد تزیل کی کسی فریق کے لئے گنجائش نہیں رہتی خواہ عوام ہوں یا غلطی ان کے لئے بنیادی مقصد پر نظر رکھی گئی ان ذیلی امور پر نظر کو مرکوز نہیں کیا گیا۔

ابھی حالی میں پاکستان کے بعض خطوط اور بعض اشتہارات سے معلوم ہوا کہ اب علمی نزاع بعض حضرات نے خود اختر کی عبارتوں کو بنایا ہے اس سے انہوں کے ساتھ اس کی ضرورت لاحق ہوئی کہ میں وضاحتی بات جاری کرتے ہوئے واقعات کا سلسلہ پیش کر دوں۔ اس لئے ناظرین کرم کا وقت ان سطور سے ضائع کیا گیا۔

اس کے بعد فریقین کے حضرات کی خدمت میں فیاض ماندانہ گزارش ہے کہ اس بیوی مثلاً کہ اہمیت نہ دیتے ہوئے کلام کو بہر حال نزاعات سے بچانے کی سعی فرمائی جائے۔ مسئلہ حیات کے بارہ میں تقدیر مشترک بجز اللہ مسئلہ فریقین موجود ہے عوام کی حالت اور اس پر قناعت فرمائی جاوے جہاں تک فریقین کی علمی حدود کا تعلق ہے کہ وہ ملتان میں بسر کر رہی تھی حضرت المحدث

مولانا خیر محمد صاحب مدظلہ نے ہوئی ہوں گی۔ اگر نہ بھی ہوئی ہوں تو احتیاطی گزارش کرنے کی ضرورت ضرور کرے گا کہ

(۱) مسئلہ کے اس قدر مشترک کو عوام کی حد تک سامنے رکھ کر مناظرین اور مناظرین چینیوں سے اچھا انتخاب فرمایا جاوے اگر کوئی فریق اپنے جذبات سے غلبہ ہو کر پہنچ بھی کرے تو مسئلہ فریقین قدر مشترک کا حوالہ دے کر اس پہنچ کا جواب صبر و سکوت اور اطلاع سکوت دیا جائے۔

(۲) اگر کوئی اس قدر مشترک کو تسلیم نہ کرے تو فریقین اپنے مسئلہ کی حد تک اس فریق کو جو احوال و ادب کے ساتھ تقدیر مشترک مذکور پر جمع رہنے کی اطلاع فرمائی نہ خود اسے پہنچ دیں نہ اس کا پہنچ قبول کریں۔ اور اس کا معاملہ خدا کے سپرد فرمائی۔

(۳) معاملہ کے ہر پہلو میں انصاف پیش نظر رکھ کر ہر قسم کے تشدد سے اجتناب فرمائی۔ خواہ تو فی الحال۔

(۴) اس مسئلہ کی وجہ سے ایک فریق دوسرے فریق سے بیزاری یا ممانعت و ستقامت کی راہ اختیار نہ کرے۔

(۵) اشتہاری سلسلہ کو اس بارہ میں اس کی ختم فرمادیا جاوے۔ اور اظہار جذبات کی جگہ صبر و تحمل اور برداشت کو آگے رکھا جائے۔

(۶) پھر بھی اس بارہ میں متفقہ طور پر کسی ایک بزرگ کو اپنا بڑا بنایا جائے اور اس کی ہدایت پر کار بند رہا جائے۔ مطلوب مشورہ حضرت مولانا خیر محمد صاحب مدظلہ کا اس میں گہری ہندہ کی طرف سے پیش ہے۔

بہر حال اگر جذبہ کے طور پر حضرات فریقین و وصل و ملاقات کی حکمت علمی کو حاصل رکھیں تو معاملہ میں اللہ سہل ہو جائے ان دینداران اصلاح و فتنہ اللہ بینکھان اللہ کلان علیک خیر و ائصال و خیر حضرت اہل۔



ساتھ عیب لگانے والی بات ہوگی اور اگر تم اپنی اپنے پیچھے رکھو گے تو یہ تہدی ذات کے لئے عیبناک بات ہوگی۔ کیونکہ وہ تم سے زیادہ عمر رسیدہ ہیں اور حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے "جس نے پہلے بڑوں کی تعظیم دینی اور چھوٹوں پر رحم نہ کیا وہ ہم میں سے نہیں"۔

اور نیز عام راستوں پر بھی نہ بیٹھو اور اس قسم کی جب عزت پرستے تو مسجد میں بیٹھ جاؤ۔ اور کافروں پر بھی نہ بیٹھو بازاروں اور مساجد میں بیٹھ کر مت کھاؤ۔ اور عاقلان کی سبیل سے پانی مت پیو۔ اور منافقوں کے ہاتھ سے بھی پانی نہ پیو۔ اور درویش کا کپڑا نہ لٹو اور نہ دیکھو کہ کون کسے پہنے ہوئے ہے۔ اور اپنے گھر میں نہ بیٹھ کر بلا ضرورت اپنی بیوی کے ساتھ بھی زیادہ گفتگو نہ کرو اور نیز اپنی بیوی کے ذکر کئے بغیر زیادہ تقرب حاصل کرنا یہ بھی مناسب نہیں اور اپنی گھر والی کے سامنے دوسری عورتوں اور بزرگوں کا تذکرہ بھی مت کرو۔ ممکن ہے کہ وہ کھل کر بات کرے اور پھر وہ اپنی مردوں کی بات تم سے کرنے لگ جائے اور کسی ایسی عورت نکاح بھی نہ کرو جو پہلے خاوند کر چکی ہے یا اس کا باپ، ماں، بیٹی، بھتیجہ موجود ہیں۔ یا اگر یہ شرط ہے کہ وہ تمہارے پاس نہ آئیں گے کیونکہ اگر عورت اللہ والہ ہوگی تو اس کا باپ دعویٰ کرے گا کہ یہ اس مال میراثہ اور یہ میری اولاد کے ہاتھ میں امانت ہے اور جس قدر تم سے ممکن ہو تم اپنی بیوی کے ال باپ کے گھر میں بھی آدو رفت کثرت سے نہ رکھو۔ اور نہ بھی ان کے گھر میں اپنی بیوی سے غلاب کرو مگر وہ اس تدبیر سے تمہارا مال لے لیں گے اور تم سے مال حاصل کرنے کے لئے حرص و لالچ بھی متلا جو جائیں گے۔

اور دیکھو بچوں والی عورت سے بھی نکاح نہ کرو۔ کیونکہ وہ سارا مال ان کے لئے بیچ کرے گی اور تمہارے مال کو چھو کر بھی ان پر حق کرتی رہے گی۔ کیونکہ اس کے نزدیک اولاد تم سے زیادہ عزیز ہوگی اور وہ بزرگوں کو بھی جس میں ایک مکان میں رکھا نہ رکھو کیونکہ منسلقتندہ شاد برپا رہے گا اور نکاح اس وقت کرو جب تمہیں یقین ہو کہ تم عورت کی تمام ضروریات پوری کر سکتے ہو۔ سب سے پہلے تمہیں علم حاصل کرنا چاہئے۔ پھر کمال مال جمع کرو اور اس کے بعد نکاح کرو۔ اور اگر تم طلب علم کے وقت مال جمع کرنے میں مشغول ہو گئے تو علم حاصل

کرنے سے عاجز آ جاؤ گے۔ اور مال تمہیں کھینے کے لئے غلام اور فوطیاں خریدنے کی طرت۔ اور تم دنیا میں مشغول ہو کر رہ جاؤ گے۔ اور دیکھو علم حاصل کرنے سے قبل عورتوں کے ساتھ مشغول ہونے سے اپنے آپ کو بچاؤ۔ کیونکہ تمہارا وقت ضائع ہو جائے گا۔ اور تم پر الہی دالہ کا عین معمول پڑ جائے گا اور ان کے حوالہ پورا کرنے میں لگ کر طلب علم کو ترک کر دو گے۔

اور نیز علم کی طلب میں غفلان شباب میں مشغول رہو جب کہ تمہیں پوری طرح دل بھی حاصل ہو پھر مال جمع کرو۔ کیونکہ کثرت اہل و اولاد مشاغل کا باعث بنتی ہے۔ اگر تمہارے پاس مال جمع ہو جائے۔ تو پھر نکاح میں مشغول ہو۔

اور دیکھو ہر حالت میں اللہ سے ڈرتے رہو۔ اور امانت ادا کرو اور عام دعائیں سب کو نصیحت کرتے رہو اور لوگوں کو حجتہ ما (۱) (۲) ان کی عزت کرو اور لوگوں سے میل جول نہ کرو جب تک کہ وہ خود تم سے میل جول نہ کریں اور ان سے میل جول مت اس لئے اختیار کرو۔ تاکہ تم ان کے سامنے مسائل بیان کر سکو کیونکہ تمہیں سے میل جول رکھو گے۔ اگر وہ اہمیت رکھتے ہوں گے تو تم سے علم حاصل کرنے میں مشغول ہو جائیں گے اور اگر قابل ہوں گے تو تم سے امتیاز کریں گے۔ اور جو آدمی تم سے کچھ ملے

کے بارے میں استفسار کرے تو تم اس کے سوال کا جواب ہی دو۔ اور اس کے ساتھ اور کوئی چیز نہ ملاؤ۔ کیونکہ یہ میرا کے سوال کے جواب کو شوش کر دے گی۔ اور اگر تم دس برس بھی لکھ لکھ دو گارے کہ وہ جاؤ تو پھر بھی علم سے اسوا حق مت کرو کیونکہ جب تم طلب علم سے اسوا حق کرو گے تو تمہاری میشت تنگ ہو جائے گی کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ **مَنْ أَخَذَ مِنْ عِلْمٍ يَنْتَفِعُ بِهِ فَيَعْتَمِدْ عَلَىٰ يَدَيْهِ فَإِنَّهُ لَمِنْ الْجَاهِلِينَ أَعْبَدَ النَّاسَ**۔ اور جو تم سے سیکھتے ہیں ان پر لپڑی طرح توجہ کرو۔ گویا کہ ان میں سے ہر ایک تمہیں دالہ اور بٹا بنالیا ہے تاکہ ان کی ذہانت حصول علم میں زیادہ ہو جائے اور جو شخص عوام یا خاص میں سے تمہارے ساتھ حاضر کرے۔ تو اس سے مناقشہ نہ کرو۔ کیونکہ یہ چیز تمہارے چہرے کی ردق ضائع کر دے گی اور جن بات کے ظاہر کرنے میں کسی شخص سے خوف نہ کھاؤ اگرچہ وہ سلطان بھی کیوں نہ ہو۔

اپنے لئے عادت میں سامنی نہ ہو مگر اس زیادہ حد پر بھی قدر دوسرے لوگ کرتے ہیں۔ کیونکہ عام جب تمہاری توجہ عبادت کی

طرت اپنے سے کم دیکھیں گے تو تمہارے بارے میں بدگمان ہو جائیں گے اور خیال کریں گے کہ تمہارے علم نے تمہیں اتنا ہی فائدہ پہنچایا ہے جس قدر ان کی حماقت سے ان کو فائدہ پہنچایا ہے۔ اور جب تم کسی شہر میں داخل ہو تو اس میں اپنا نقشہ نہ چھوڑو بلکہ دکان کے باشندوں کی طرح اپنے آپ کو ایک فقیر کر دو۔ تاکہ وہ لوگ یہ خیال کریں کہ تم ان کے مرتبے کے خواہشمند نہیں ہو۔ ورنہ سب تمہارے غلت لغات کو دلی گئے اور تمہارے مذہب میں طعن کریں گے اور عوام غلطی نکل کر تمہیں اپنی ہنگاموں کا نشانہ بنائیں گے اور تم بلا وجہ ان کے نزدیک مطعون ہو جاؤ گے۔ اور جب وہ لوگ تم سے مسائل کے بارے میں پوچھیں یا مناظرہ اور مناقشہ کی شکل میں رد و جدج کریں تو تم سوائے واضح دلیل کے اور کچھ بھی ان کے سامنے ذکر مت کرو اور ان کے اساتذہ کے بارے میں بھی طعن مت کرو کیونکہ وہ میرے اوپر طعن کرنے کے قابل نہیں گے اور لوگوں سے ہمیشہ محتاط رہو اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ اپنے باطن میں بھی ایسا ہی گفتگو نہ کرنا۔ کیونکہ ظاہر میں اور ایک عالم کا معاملہ بھی جی درست نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ اپنے باطن کو ظاہر کی طرح نہ کرے۔

اور جب سلطان کسی عمل پر تمہیں تقرر کرے تو تم اس کو قبول نہ کرو جب تک کہ تم اس بات کا یقین نہ کرو۔ کہ اگر تم اس کو قبول نہ کرو گے تو کون دہرا آدمی اسے قبول کرے گا اور اس کی وجہ سے لوگوں کو تکلیف ہوگی اور جب تک تم یہ نہ معلوم کرو کہ سلطان کا یہ کام تمہارے سپرد تمہارے علم کی بنا پر کر رہا ہے اور جس مناظرہ میں خوف اور ڈر سے کبھی گفتگو نہ کرو۔ کیونکہ اس سے الفاظ میں جمل واقع ہوگا اور زبان میں کلفت پیدا ہوگی اور دیکھو زیادہ ہنسی سے اپنے آپ کو بچاتے ہو کہ یہ دل کو مرہہ بنادیتی ہے اور اسی طرح لوگوں کے پاس زیادہ بیٹھے اور بات چیت کرنے سے بھی گریز کرو کیونکہ اس سے بھی دل مرہہ ہو جاتے ہیں۔

اور چلتے وقت نہایت احتیاط اور سکون سے چلو۔ اور کادو ہار میں جلد باز نہ ہو اور جو آدمی تمہیں پیچھے سے آواز دے کر بلائے تو اس کی طرف التفات نہ کرو کیونکہ پیچھے سے تو جاؤروں کو آواز دے کر بلا جاتا ہے (یہ تہذیب کے خلاف ہے) اور جب تم گفتگو کرو تو بیچ نہ دیکھو کہ اور نہ آواز بلند کرنے کی خوشن کرد اور نہ

فاس کرو۔ اور تم سے جو شخص مشورہ طلب کرے تو اس سے ایسا مشورہ دو کہ جس میں تم پر یقین ہے۔
 برو کہ یہ جتنی اللہ تعالیٰ کے قریب کرے گا۔
 میری یہ وصیت قبول کرو اس سے تمہیں دنیا و آخرت میں فائدہ پہنچے گا۔ انا، اللہ تعالیٰ اور جس سے اپنے آپ کو بچاؤ۔ اس سے انسان رسوا ہو جاتا ہے۔ لاپرواہی اور صحت بولنے والے مت جو اور سعادت کو غلط فہم کرنے والے بھی نہ ہو۔
 بلکہ اپنی حرمت کو تمام معاملات میں محفوظ رکھو اور تمام حالات میں سفید لباس ہی زیب تن کرو۔ اور دل میں غمی بن کر نہ رہو۔ اور ایسا طوط سے حرص کی کمی اور دنیا میں بے رغبتی ظاہر کرو۔ اور اپنے نفس سے استغفار انہار کرتے رہو۔ ان فلاس کا انہار مت کر دو کہ جو تم فخر پر کیوں نہ ہو اور باجمت نہ کیوں نہ ہو کم ہمت ہوتا ہے اس کی قدر و منزلت کم ہوتی ہے۔ اور داد چلتے وقت دینا بائیں دست التفات کرو بلکہ مسلسل سامنے نہ لکھو لیکن ہی نگاہ رکھو اور جب حمام میں داخل ہو کر لوگوں کے ساتھ اجرت دینے میں مساوی نہ ہو بلکہ عام لوگوں سے بڑھ چڑھ کر اجرت دو جا کہ تمہاری عزت لوگوں کے سامنے ظاہر ہو۔ اس طرح وہ تمہاری تعظیم کریں گے۔
 (طحاوی کے بیان کے مطابق) (سان کا صانع اور کارکن کے سپرد مت کرو۔ بلکہ اپنے طور پر خود کسی ایک کو انہی حفاظت کے لئے مقرر کرو۔ اور اپنے گھر دینے میں کسی ٹال مٹول مت کرو اور درابم وغیرہ کو بھی خودت کرلو بلکہ دوسرے پر اعتماد رکھو اور دنیا کو حقیر جانو جو اہل علم کے نزدیک ہمیشہ حقیر ہی ہوتی ہے۔ کیونکہ تمہارے پاس جو دولت ہے وہ دنیا سے بہتر ہے اور اپنے کاروبار کسی دوسرے کے سپرد کرو۔ تاکہ تمہیں ملکہ طور پر علم کی طوط قسم دینے کا موقع مل سکے۔ یہاں چہرہ تمہارے مرتبہ کو زیادہ محفوظ رکھنے والی ہے۔
 اور دیکھو کہ اپنے آپ کو کامیاب کے ساتھ لنگھ کر نہ سے بچاؤ اور اہل ایمان سے ایسے لوگوں کے ساتھ جو معاشرہ کرو اور دلیل قائم کرنا نہیں چاہتے اور وہ لوگ جو چاہ کے طلبگار ہیں اور اسی خیال سے سامنے کا ذکر لوگوں کے سامنے کرتے ہیں۔ کیونکہ ان لوگوں کا مقصد تمہیں شہرہ کرنا ہوگا۔ اور یہ لوگ کسی طرح بھی تمہاری پردہ نہیں کریں گے۔ اگرچہ یہ جانتے ہوں کہ تم حق پر ہو۔

کرو۔ اللہ تعالیٰ تمہارا صحیفہ وہ دگر ہے اور دین کی امداد کرنے والا۔ جب تم ایک مرتبہ ایسا کرو گے تو لوگ تم سے محبت لکھیں گے اور کوئی شخص بھی دین میں کسی بدعت کے انہار کی حرمت نہ کرے گا۔
 اور جب تم سلطان سے کوئی ایسی چیز دیکھو جو علم کے موافق نہیں ہے تو اس کا ذکر سلطان سے کرو اور اس کی اطاعت بھی کرتے رہو۔ کیونکہ بادشاہ کا ہاتھ تمہارے ہاتھ سے قوی ہے۔ تم اس سے کہو کہ میں تمہارا صلیع ہوں ان باتوں میں جتنی بھی اقتدار حاصل ہے۔ لیکن میں ان باتوں کا ذکر کرتا ہوں جو علم کے موافق ہیں۔
 جب تم نے ایک مرتبہ ایسا کر دیا تو یہ کافی ہوگا۔ کیونکہ تم اگر مسلسل ایسا کرتے رہے تو ممکن ہے وہ تمہیں بائیں ہی انگ تنگ کر دیں تو اس میں دین کے صنعت کا خطو ہے بلکہ ایک اور مرتبہ آیا کرو تاکہ دین کے بارہ بھی تمہارا جد و جد اور امر بالمعروف کرنے پر تمہاری مرضی کا پتہ لگ جائے اور اگر کچھ وہ ایسا کرے تو وہاں اس کے پاس لکھے اس کے گھر میں جاؤ اور اسے نصیحت کرو اور اگر وہ متنبہ نہ ہو تو اس کے ساتھ منظرہ کرو اور اگر وہ سلطان ہے تو اس کے سامنے جو تمہیں مستحب ہو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں آیات و احادیث میں کو اگر وہ قبول کرے تو بہت اچھا ورنہ اللہ تعالیٰ سے دعا کرو کہ اس کی طرف سے تمہاری حفاظت فرمائے۔
 اور موت کو یاد رکھو اور اپنے اساتذہ اور جن سے تم نے علم حاصل کیا ہے ان کے لئے ہمیشہ استغفار کرتے رہو۔ اور قرآن مجید کی تلاوت ہمیشہ کرتے رہو اور مترک مقامات اور مشائخ کی زیارت اور قبور کی زیارت کثرت سے کرو اور عوام پر خواب بخو کہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں تمہارے سامنے پیش کریں انہیں قبول کرو۔ اور اسی طرح صالحین کے خواب مساجد منازیل متبرک اور اقدار کے بارے میں ہو انہیں بھی قبولیت کی نگاہ سے دیکھو۔
 اور اہل براہ میں سے کسی کے پاس مست بیٹھو۔ اہل اگر دین میں اور مراد مستقیم کی طرف دیکھو منظور ہو تو پھر ان کے پاس بیٹھنے میں کوئی رک نہ سمجھو۔ اور اسی طرح سب دشمن اور دشمن و طعن سے بھی بچتے رہو۔
 اور جب مؤذن اذان دے تو مسجد میں جانے کے لئے تیار ہو جاؤ اور پڑوسی سے جو بات چاہیے دیکھو تو اس کی پردہ پوشی کر دو۔ کیونکہ یہ تمہارے پاس امانت ہے۔ اور لوگوں کے ابراہیم

جی میں سون کی عادت ڈالو تاکہ لوگوں کے نزدیک تمہاری پختگی کا اعتبار ہو اور لوگوں کے درمیان جب تم ہو تو کثرت سے اللہ کا ذکر کرو تاکہ لوگ تم سے سیکھ لیں اور غافلان کے بعد اپنے لئے امداد مقرر کر لیں جن میں تم قرآن کریم پڑھو اور اللہ کا ذکر کرو اور اس کا شکر ادا کرو جس نے تمہارے اندر صبر رکھا اور طرح طرح کی نعمتوں سے تمہیں بہرہ دیا اور اپنے لئے ہر چیز میں کچھ دین مقرر کر دیا میں دوزخ رکھنا تاکہ لوگ بھی تمہاری اقتدار کریں اور عام لوگ جتنی عبادت پر قائل ہوتے ہیں اتنی عبادت پر تم ہرگز قائل نہ ہو اور نفس کی بخاری کرتے رہو اور علم پر حفاظت کرتے رہو تاکہ اپنے علم سے دنیا اور آخرت میں فائدہ اٹھانے والے ہو جو اور خود بنفس نفیس ہمارے سر پروردگار نہ کرو۔ بلکہ اپنے لئے کوئی خادم (ملازم) رکھو تاکہ وہ تمہارا کاروبار کرے اور تمہیں اپنے معاملات میں اس پر اعتماد ہو۔
 اور یاد رکھو موت دنیا کی طرف نہ جھک پڑو۔ اور نہ اس حالت میں مطلق رہو جس میں تم ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ تم سے ان تمام امد کے بارہ میں سوال کرنے والا ہے۔ اور توبہ غلام (امرد) مت خریدو۔
 اور اپنی طرف سے سلطان کا قرب مت خاطر کرو۔ اگرچہ لوگ تمہیں سلطان مقرر بنائیں کیونکہ لوگ اس طرح تمہارے پاس اپنے حوائج لائیں گے اگر تم نے انہیں پرہیز کر دیا تو وہ لوگ تمہیں موت آلا کر بھیجیں گے اور اگر ان کی حزد بچا تمہاری وجہ سے پوری نہ ہوں گی تو تم پر عیب لگائیں گے اور لوگوں کی غلیظی کے نیچے مت پڑو۔ بلکہ ان کی عیب باتوں کی پیروی کرو اور جب تمہیں کسی انسان کے بارہ میں اس کی برائی کے علم ہو جائے تو اس کا ذکر کسی سے نہ کرو۔ بلکہ اس کے لئے بہتری کے طلبگار نہ ہو اور اچھاں سے ہی اس کا ذکر کرو۔ البتہ دین کے بارہ میں اگر تمہیں علم ہو جائے کہ اس سے خرابی پیدا ہو جائے گی تو اس کی اس برائی کا ذکر کرو تاکہ لوگ اس کی پیروی نہ کریں اور اس سے محتاط رہیں۔
 کیونکہ حضرت بنی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ بدکار آدمی کے اندر جو برائی ہے اس کا ذکر نہ کرنا لوگ اس کے پرکار بنیں جائیں اور اس سے بچتے رہیں۔ اگرچہ وہ شخص جادو و مرتبہ والا کیوں نہ ہو۔ جس سے تم دین میں خلل محسوس کرتے ہو اس کا ذکر کرو اور اس کے چاہ و مرتبہ کی کچھ پیروی نہ کرو

حضرت رائے پوری کا سفر آخرت

(از جناب مفتی عزیز الرحمن صاحب مدنی)

سہارنپوری دھڑا کے واسطے سے معلوم ہو گیا کہ آپ نے کچھ دنوں مدرسہ بھی کی ہے لیکن یہیں میلان سلوک کی طرف زیادہ تھا۔ لہذا اپنے زمانے کے شیخ کامل حضرت مولانا شاہ عبدالرحیم صاحب رائے پوری کے دست حق پرست پر بیعت ہو گئے۔

حضرت شاہ عبدالرحیم صاحب حضرت شیخ احمد کی تحریک دینی شیخ کے خاص درس اور امیر دینی کے رائے میں ہندوستان میں آپ کے نائب تھے۔ موضع گنگوی (انہالہ مشرقی پنجاب) وطن تھا۔ لیکن والد صاحب راؤ انڈیا میں صاحب مسلمان راہبوں بڑے زندہ رہتے تھے۔ نہرنگ (رائے پور) میں بہت کافی اراضی آپ کی ملک تھی۔ ان کی طبیعت بھی ابتدائی سے سلوک و تقویٰ کی طرف مائل تھی۔ اس لئے نہرنگ کے کنارے ایک خانقاہ بنا کر میں مقیم ہو گئے تھے۔ حضرت مولانا شاہ عبدالرحیم صاحب گنگوی کے اعظم خلفا میں سے تھے۔ روحانیت میں بہت بلند مقام پایا تھا۔

زبان پر بارے خدا یا یہ کس کا نام آیا!

کو میرے نطق سے پوسے مری زبان کے

ان ہی کے دست حق پرست پر حضرت شاہ عبدالغفور صاحب بیعت ہوئے اور شیخ کی نظریں معتمد خاص بن گئے اور ان کے منظور نظر ہو گئے۔ وہاں کے وقت حضرت شاہ عبدالرحیم صاحب نے اپنے جسم سے کوتا مار کر شاہ صاحب کو پہنا دیا۔ اور اجازت بیعت و خلافت عایت فرمائی۔ دینے کو صاحب بصیرت حضرت اور اس میدان کے شہسوار ہی حضرت شاہ صاحب کی روحانیت کا پتہ لگا سکتے ہیں۔ لیکن ہمارا اندازہ یہ ہے کہ روحانیت میں اپنے شیخ کے ہم پل تھے۔ تمام عمر اپنے شیخ کے طریقہ پر سختی سے پابند رہے۔ انوار سنت میں کمال حاصل تھا۔ بیعت سے قوت کوں ہند رہتے تھے۔ اگر کسی فعل کے بارے میں یہ معلوم ہو گیا کہ فقہاء کے نزدیک پرناہیدہ عمل ہے۔ پھر کیا حال کہ کوئی خانقاہ میں اس کا مرتکب ہو جائے۔

مشائخ سے نطق :-

اگر اور مشائخ کا بھی عجیب طریقہ ہوتا ہے حضرت گنگوی کے زمانہ سے سہارنپور کو مشائخ کے سنگم یا جنکشن کی حیثیت حاصل ہو چکی ہے۔ چاروں طرف سے یہاں مشائخ آتے رہتے ہیں۔ چنانچہ محدث جلیل حضرت مولانا خلیل احمد صاحب کے زمانے میں حضرت شیخ احمد (دوبند) اور حضرت شاہ عبدالرحیم صاحب (رائے پور) جب دوسرے کے گزرنے تو سہارنپور میں حضرت مولانا خلیل احمد صاحب سے ملاقات کر کے ضرور ملے۔ اگر اگر وقت ہوتا تو حضرت سہارنپوری ایشیہ پر

حضرت شاہ صاحب اس زمانہ میں روحانیت کا آفتاب تھے کہ جس کی شعاعیں ہر غفلت کو بہر پڑ رہی تھیں۔ وہ ہمارے لئے ایک ایسا محفوظ نقطہ تھے کہ جس میں ہم امن و سکون کی زندگی گزار رہے تھے۔ اور یوں جب حدیث شریف اسی مقبول اور برگزیدہ ہستی تھے کہ جن کی وجہ سے بہرے معصائب اور بلیات خود بخود چھٹ جاتے تھے۔ آج جب کہ روحانیت کے چراغ کو کسوں بھی جلتے نظر نہیں آتے ہیں۔ وہ آفتاب ہمارے دیرینہ سے جلا گیا۔ اللہ کائنات ہمارے حال پر رحم فرمائے۔

مختصر حالات زندگی :-

حضرت شاہ صاحب کا وطن اجمی موضع دھڑیاں ضلع مرگواہا ہے۔ لیکن اکثر دہشت آپ کا قیام لینے شیخ حضرت شاہ عبدالرحیم صاحب رائے پوری کی خانقاہ رائے پور میں رہتا تھا۔ اسی وجہ سے رائے پوری آپ کے نام کا جزو اصل بن گیا۔ بلکہ اب تو کافی عرصہ سے صفت "حضرت" رائے پوری ہی مستقل تھا۔ عمر شریف کے بارے میں یہ تو حقیقت ہے کہ آپ حضرت مدنی سے بڑھے تھے۔ اور ۹۰ سال کی عمر میں آپ کا وصال ہوا ہے لیکن تاریخ پیدائش یقینی طور پر ماہ معلوم ہونا دشوار ہے۔ تقیم و تربیت کے متعلق زیادہ تفصیل سے نہیں لکھا جاسکتا۔ یہاں اتنا ضرور معلوم کرنا کہ آپ نے کچھ دنوں مدرسہ امینیہ ولی میں بھی پڑھا ہے اور بروایت صاحب انوار اجماری مولانا احمد رضا صاحب مجپوری آپ کو حضرت علامہ کشمیری سے بھی شرف تلمذ حاصل ہے۔ (انوار اللماری)

ایک ثقہ اور معتبر راوی کے ذریعے آپ کے متعلق معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے افشاں فرمایا ہے :-

میاں اللہ تعالیٰ کا بڑا فضل ہوا جو میں بچ گیا درد گری میں کیا کلام تھا۔ میں بری چلا گیا تھا اور دیاں کچھ دنوں تک پڑھا بھی۔ لیکن مولوی احمد رضا خاں اور دوسرے اہل برکت کے حالات اور افعال سے سخت نفرت ہوئی اور میں دہاں سے ہجرت کر آیا اور میاں خیریت سے حضرت جی (مزداد حضرت شاہ عبدالرحیم صاحب رائے پوری) کا دامن ہاتھ میں آگیا۔

اس دعایت سے یہ معلوم ہوا کہ آپ نے بریلی میں بھی پڑھا ہے۔ حضرت شیخ احمد صاحب

اجی حضرت مجاہد ملت مولانا حفظ الرحمن صاحب کا دلخافیت برابری تھا کہ ایک اور دھڑا لگا بھی حضرت مولانا شاہ عبدالغفور صاحب رائے پوری کے ۱۴ ربیع الاول ۱۲۸۵ مطابق ۱۶ اگست ۱۸۶۸ بروز پنجشنبہ انتقال کر جانے کی خبر سی۔ انا بقہ و آنا ایسہ راجحوں کہ فرمنا باید کہ تائب کو دے ڈر لطف علی عاتقہ کامل شیخ یا غافلے صاحب سخن

ساہا باید کہ تائب ملک اصلی آفتاب صل گردد در پیشانی یا حقیق اندر میں ہا ہ باید کہ تائب مشت پشیمانیت میں صوفیہ را غرق گردد یا حمارے را رس

ہفتہ یا باید کہ تائب پندہ از آب و گل شاد ہے راہ گرد یا شیردے را کھن

ہفتہ یا باید کشیدن اختلاف ہے نامہ تاکہ مدد و صحت بہاں ان شود در دہان

اللہ تعالیٰ کی مرضی میں کسی کا کیا دخل ہے؟ کون اس کی حکمتوں سے آشنا ہے۔ جو کچھ کرتا ہے بہتر کرتا ہے، تمام کائنات پر اس کا اقتدار راسخ ہے۔ ہم ظاہر میں تو ظاہر کو دیکھ کر کسی فعل کو اچھا اور کسی کو بُرا کہہ دیتے ہیں لیکن اصلیت اور حقیقت اللہ تعالیٰ ہی کو معلوم ہے۔ ارشاد کرانی ہے :-

عسیٰ ان نکو ہوا ثم یجزو کوہ بلعینہ ہوا لکھن اس شینا دھوا خیر کہ میں تہ سے بہتر ہوتی ہے اور چھٹاں چھٹا شینا دھو کسی چیز کو چھٹا چھٹا ہوا اور دہ شہر کمرہ اللہ جملہ تہ سے بہتر ہوتی ہے اور دانستہ لکھنوں حکمت اور حقیقت کو لکھنوں کے لئے ہی جانتا ہے۔ تم نہیں جانتے۔

انہما اس الذناک حادہ اور عہد اقام کو صحت بر لب اور صبر فی الغلبہ بر داشت کرنا ہی ہے اس کے علاوہ چاہے کاری کیا ہے؟ ہاں اپنی شری اعمال کا مشق تکرار کرنے میں کہ ہمارے درمیان سے ایسے ایسے حضرات اچھے چارے ہیں کہ جن کے جبر کی برکت سے آسمان سے پانی بہتا ہے اور زمین سے بڑے اگتا ہے اور جن کے متعلق جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی ہے "بعض غبار آلود پریشاں حال اپنے بندے کے بندے ہوتے ہیں کہ اگر نہ قسم کھائیں تو اللہ تعالیٰ ان کی قسم کو پورا کرتا ہے۔ بلا مبالغہ حضرت شاہ صاحب ان ہی بزرگوں میں سے تھے۔

حضرت امام اعظم رحمہ اللہ

طرت سے تہیں تکلیف نہ پہنچے۔

اور جب تم کسی قوم میں ہو تو نماز میں خود ان سے آگے رہنے کی کوشش کرو۔ جب ملک کہ وہ خود نہیں اذراہ تعلیم آگے دے دیں اور علم میں ہیں داخل نہ ہو سکتے دوپہر یا صبح کے اوقات کے۔ اور نماز میں بھی مت حاضر ہو۔ اور سلاطین کے مظالم میں بھی مت حاضر ہو۔ مگر اس وقت جب تمہیں علم ہو کہ تم کوئی چیز حق کی بنیاد پر تو وہ تمہاری بات ان میں گنہگار نہ ہو اگر ایسا فیصلہ کر لی جو ناجائز ہو اور تم ان کے پاس بیٹھ رہو۔ تو کیا اذات تم ان کے منہ کرنے پر قادر نہ ہو گے۔ پھر انہیں ان کے تہارے سکوت کی وجہ سے اور لوگ یہ گمان کریں گے کہ یہ حق ہے۔

اور دیکھو اپنے آپ کو علم کی مجلس میں غصہ سے بھاڑو۔ اور علم کے سامنے حق نہ بیان کرو۔ کیونکہ حق کو بالعموم سمجھ کر لیتے ہیں اور جب تم اہل علم میں سے کسی کے لئے علم کی مجلس مقرر کرو تو اگر فقہ کی مجلس ہو تو تم خود بخود حاضر ہو اور جو کچھ مانتے ہو خود اسے بیان کرو تاکہ لوگ تمہارے حاضر ہونے سے دھوکہ نہ کھا جائیں اور یہ گمان نہ کرنے لگیں وہ اہل علم صحت علم پر ہے۔ حالانکہ وہ اس صفت پر نہ ہیں اگر وہ فتویٰ کا اہل ہے تو اس کے سامنے فتویٰ کا ذکر کرو۔ اور اگر وہ اس کا اہل نہ ہو۔ تو تم خود مت دخل بیجو تاکہ وہ تمہارے سامنے دھوکا دیتا رہے۔ بلکہ اپنے ساتھیوں میں سے کسی کو اس کے پاس چھوڑ کر چلے جاؤ تاکہ وہ تمہیں اس کے حالات سے اور اس کے کام کی کیفیت سے اور اس کے علم کی مقدار سے باخبر کیسے اور تم خود ہماری ذکر یا مجلس وسط میں اپنے اس مرتبے اور ترویج کے ساتھ مت جاؤ بلکہ اپنے اہل علم کو اور ان علوم کو کہ تم اپنا مقصد رکھتے ہو۔ ان کو مت چھوڑ کر دو۔

اور خطبہ کا معاملہ نکاح میں پہنچنے علاقہ کے خطیب کے سپرد کرو۔ اور اسی طرح نماز، شہادہ اور عیدین کی نماز میں بھی۔ اور دیکھو مجھے اپنی ایک دعاؤں میں کبھی فراموش نہ کرنا۔ اور میری طرت سے اس نصیحت کو قبول کرو۔ یہ نصیحت تمہاری بہتری اور مسلمانوں کی بہتری کے لئے کر رہا ہوں۔

و اثبات واقعی عہدوں کو سکتا تھا۔

مجھے اتنا زیادہ سامتری کا اتفاق نہیں ہوا۔ تاہم چنانچہ موقع ملا آپ کی صحبت کو مقصد حاصل ہوا۔ عرض بالکل مستعد ہو چکے تھے۔ اپنے آپ حرکت کرنا بھی ممکن نہیں تھا۔ لیکن اس کے باوجود جو اوقات تھے اس پر ولادت فرماتے تھے۔ مہاولوں کی خاطر باوجود تشریف لانا ضروری ہی سامر تھا۔ ہر روز شام کو مسر کی نماز کے بعد باہر بیٹھا کرتے تھے اور کسی مذہبی کتاب کو سناتے تھے۔ اس مجلس میں اپنے شیخ کی طرح حضرت شاہ عبدالقادر جیلانی کے مواظ سننے کا بہت شوق تھا نہایت ذہیر کے ساتھ ساتھ کرتے تھے۔ عہدوں کرنے والوں سے اس وقت کی حالت کو عہدوں کیا ہے۔ اس کو کیا عرض کریں۔ ج۔

بارگرسوینیدوں کا جواب اس میں کہ میں لو سب سے بڑا اور سب سے اہم کارنامہ جو آپ کی سوانح حیات میں لکھا جائے کہ غزوات کے قیام و غیرہ سالانہ اپنی خفاخانہ میں ہمارا اندر مسلمانوں کو پاکستان جانے سے روکتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ہندوستان کے مدارس میں جنہاں تک درس و تدریس اور مساجد میں اذانیں گونجتی رہیں گی۔ اس میں خفاخانہ ان دو حضرات (حضرت مدنی اور حضرت شاہ صاحب) کا اثر ضرور ہوگا۔ اس وقت شاہ صاحب کا نواح ہماچل میں مقیم رہنا ہی ہمت اور ثبات قدمی کا کام ہے۔ طبی طور سے آپ اپنے شیخ کی خفاخانہ سے ملنے ہونا پسند نہیں کرتے تھے۔ ابھی ایک دفعہ تو پاکستان والوں کے بے حد حملہ پر پریشان پاکستان جانے کے لئے آمادہ ہوئے۔ سلمان سب تیار ہو گیا۔ لیکن جب ہندوستان کے عہدیدانوں کو دیکھا اور مدعو لڑی کر دیا اور اسے پورہ ہی رہے لیکن ج۔

پھر بھی میں پر خاک جہاں کا خیر تھا حضرت شاہ صاحب کے سب خفاخانہ متعلق تو نہیں ہے۔ البتہ حضرت مولانا سید ابوالحسن علی مدظلہ کے بارے میں معلوم ہوتا ہے کہ اہل خفاخانہ سے ہیں۔ مولانا علی میاں کے متعلق کبھی خاص قنارت کی ضرورت نہیں ہے۔ ہندو اور بدھوں ہندو جانے چھانے علماء اسلام میں خاص حیثیت اور مقام کے مالک ہیں۔ مولانا سے گراں رس ہے کہ حضرت شاہ صاحب کے حالات زندگی کو مرتبہ فرمائیں میرے خیالی میں اس کام کو یا تو وہ بخام دے سکتے ہوں یا حضرت شیخ الحدیث مظاہر علوم سہارنپور آمید ہے کہ میری گزارش پر غور کیا جائے دوسرے خلیفہ حضرت مولانا سید ابوالحسن صاحب مدرس دارالعلوم دیوبند ہیں۔ دیوبند کے بڑے مدرس ہیں سے ہیں۔ آپ پہلے حضرت شیخ الاسلام سے صحبت فرماتے تھے حضرت شاہ صاحب کی طرت برون کیا۔ انہیں سے آپ کو اجازت بیت بھی حاصل ہے۔

پتھ جاتے۔ دوسرے ایک دوسرے کے یہاں آنا جاتا تو ہوتا ہی رہتا تھا۔ یہی طریقہ ان حضرات کے بعد ان کے اختلاف میں حضرت مدنی اور حضرت شاہ عبدالقادر صاحب رائے پوری اور حضرت شیخ الحدیث سہارنپوری کا رہا ہے۔ واہ دانستے منبع کے باندھے اندر نہیں نہ ہوتے۔ آخر آپس میں الحب فی اللہ کے مصداق تھے۔ غرض دلچ تو پاس بھی نہیں بیٹھا تھا۔ بلکہ اس کی ہوا سے بھی کوسوں دور تھے۔

زہد و تقویٰ حیات اسے مرد فقیر لاطح بودن ز سلطان و امیر ایک مرتبہ سیدی و شیخ و مرشدی حضرت شیخ الاسلام کی صحبت میں سہارنپور میں احباب تھوڑا کا اجتماع دیکھنے کا اتفاق ہوا ہے۔ حضرت شیخ الحدیث مدظلہ کے یہاں ہم کی دعوت تھی۔ جس کی عرض کر دی۔ اس وقت یہ تین حضرات ایک دوسرے کو دیکھ کر کسی قدر مسرور تھے۔ پھر آگے بڑھے بہت عجیب تقریر کرتے تھے کہان سے لائیں اس عجیب قصوں کو کہ کہیں کے افکار آج تک اس مرد قلب میں عہدوں ہوئے ہیں۔

ایک مرتبہ حضرت شاہ صاحب (دیوبند تشریف لائے۔ حضرت شیخ مدنی و دارالحدیث میں بخاری شریف پڑھا رہے تھے۔ غرض کبھی کبھی حضرت شاہ صاحب تشریف لائے ہیں۔ کھڑے انتظار کر رہے ہیں۔ جس کو حضرت مدنی نے بہت تنگ کر دیا۔ اور کھڑے تشریف لے گئے۔ اس وقت کا عالم نہ پوچھ کر ہر سہ حضرات (حضرت مدنی، حضرت شاہ صاحب، اور حضرت شیخ الحدیث سہارنپوری) فرحت و انبساط کی وجہ سے شگفتہ ہوا ہوتے تھے۔

نتیجی جماعت سے آپ کو بہت زیادہ محبت تھی۔ اس کی خدمات اور کارنامے شیخ کو بہت خوش ہوئے تھے۔ اسی وجہ سے اصحاب میں حضرت مولانا حمید دوست صاحب مدظلہ امیر تبلیغی جماعت سے بہت خوش ہوئے تھے۔ اور ان کو دیکھ کر باغ باغ ہو جاتے تھے۔ ایک مرتبہ میرے ایک کونفر نے حضرت شاہ صاحب سے میرا شانت کراہا۔ شاہ صاحب دیوبند میرا باغ مصافحہ میں غصے رہے اور دعائیں دیتے رہے اور ایک خاص حفظ عنایت فرمایا جس کو ظاہر کرنا خود شادی ہے) جس کے اثرات میں اب تک عہدوں کر رہا ہوں ج۔

مدون دیا کر کے عام بیجا نہیں

مستقرات :

سلوک و تقویٰ میں حضرت شاہ صاحب پر پہلے شیخ کی طرح تادیب کا غلبہ زیادہ تھا اور عشق اپنی میں فنا ہو گئے تھے۔ اس قدر عبادات دیا ضات کی ہیں کہ کوئی دے نہ تھے۔ ذکر کا اس قدر غلبہ تھا کہ جسم کے ہر جڑ سے اگر کوئی دیکھتا اور عہدوں کرتا

گاہے گاہے بازتواں

حضرت مولانا محمد نعیم صاحب دیوبندی مرحوم
از حضرت مولانا محمد شفیع صاحب مفتی پاکستان

شبہ برحق جی جاتے ہیں جس سے کیا اگر تپیں
مقام موت نے سب کو جاس گئے پرتے ہیں
ایک عارف ربانی کا مقولہ ہے کہ بہت
سے زندہ آدمی ایسے ہیں کہ ان کے ذکر سے دلوں
میں تسکوت اور خلوت پیدا ہوتی ہے اور بہت
سے مردے ایسے ہیں کہ ان کے ذکر سے دل زندہ
ہوتے ہیں۔ اس وقت جس سفرِ آخرت کا ذکر لکھا
جاتا ہے بلاشبہ یہ بھی انھیں مردوں میں داخل ہیں
یہ بزرگ دلی اللہ نہ عمار کے طبقہ میں شہرت
رکھتے تھے، نہ صوفیا میں شمار ہوتے تھے۔ اس
لئے ان کا نشان بتلانے کے لئے مجھے بخیر خواہی
تفصیل کی ضرورت ہے۔

تعلیم بشرِ احمد صاحب دیوبندی وجہ الاسلام
والسلسلہ حضرت مولانا محمد تھانم صاحب بانی
دارالعلوم دیوبند کے محض مریض و متوسلین میں
سے تھے۔ مولانا محمد نعیم صاحب ان کے فرزند
ابجد ہیں۔ میرے والد ماجد کے چچا زاد بھائی
ہونے کی حیثیت سے میرے چچا ہوتے تھے۔
عمر میں مجھ سے کم تھے اور چند کتابیں میرے
سامنے کھولنے کی وجہ سے وہ اپنے کو میرا
شاگرد سمجھتے اور کہتے تھے لیکن عوادند سبحانہ
و تعالیٰ نے جو حقیقی علم اور عملی کمالات ان کو
دیئے تھے وہ ہمیشہ میرے لئے فیض کا سبب
ہوتے تھے۔ آخر میں عمرِ حیات میں جو حالات انھیں
پیش آئے ان کو دیکھ کر بڑوں بڑوں کو فیض
دیتا ہے۔ اس سفرِ آخرت کی موت و حیات
و حقیقت ایک مؤثر و غلط ہے۔ اسی نے اس
کے بعض اجزاء پر بند کئے گئے۔

آپ غالباً اس سلسلہ میں دارالعلوم دیوبند کے
نصابِ تعلیم سے اعلیٰ کامیابی کے ساتھ فارغ تھے
اور چونکہ علاقائی نے ان کو اس جامعہ کے
ساتھ بھی فرمایا جن کے متعلق ارشاد ہے:-

اتانا اخلصناھ
بعض الصلۃ ذکی اللہ خلیفہ کے ساتھ خاص

کریا ہے یعنی آخرت کی یاد
اسی لئے ناز طالب علمی میں ہی علم کے ساتھ
عمل کا شوق ان کی ہر جگہ سے ظاہر ہوتا تھا
اس زمانہ میں علومِ عربیہ کے عظیم مفتی شہید
کے ساتھ قرآن مجید حفظ کرنا شروع کیا۔ اور عالم
مجید ہونے سے پہلے جید حافظ ہو گئے اور فارغ

ہونے کے بعد دو دن رات کا مشغول قرآن کریم تھا۔
تجوید حاصل کرنے کے لئے مراد آباد کا سفر کیا۔
ایک مدت تک وہاں رہ کر اس فن کی تکمیل کی۔
غالباً اٹھ گیارہ برس اہل دیوبند آباد میں
عربی دس کی حیثیت سے علومِ عربیہ کی خدمت
کرنے لگے۔ علاوہ ان کے شہسوار میں مدرسہ کی
تعمیل پر دل آویز تھے تو معلوم ہوا کہ مدرسہ سے
حرارتِ خفیفہ و غیرہ میں مبتلا تھے۔ علاج شروع
ہوا۔ طاقت روز بروز جواب دے رہی تھی مگر
تمام نمازیں مہال تک کہ تراویح برابر مسجد میں جا
ہو کر ادا کرتے۔

اوداکی نئی قہقہہ میں حب بالکل ہی چلنے
سے عاجز ہو گئے اور طبیوں نے چلنے کی مشقت
سے بتا دیا۔ دکان دکان گھر میں نماز پڑھنی شروع کی
گھر میں رہ کر ذکر و تلاوت کی اور خدمتِ نبوی
اس حالت میں تقریباً سترہ روز گزرے۔ اور فیض
یومِ جمعہ کی تسبیح کو احقر حاضر ہوا۔ قرأتِ بحر
کی بے شبہی اور بے خدائی سے سخت تکلیف
تھی مگر سمجھ سے کہا الحمد للہ طبیعت اچھی ہے
کچھ سینے میں سوزش ہے۔ طبیعت ڈاکٹر جو
اس وقت آئے ہوئے تھے سب نے حالت
ناگہ بتلائی۔ احقر سے ہمیشہ اس کے خواہشمند
ہوتے تھے کہ کوئی چیز پڑھنے کیلئے بتا دوں میں
لئے اس وقت کیا کہ جس وقت سکون ہو۔ اور
طبیعت چاہے کہ اللہ ادا آمنت شیخا نک ایچی
کنث من الظلمین پڑھا کر۔ عصر کے قریب
بار بار سنتی ہونے لگی کہ اتنی ذہن نہ ملتی تھی
کہ جس میں نماز ادا کر لیں۔ مجھے ہلاک مہلک چھا
کہ میں اس وقت معذروں کے حکم میں داخل
ہوں یا نہیں میں نے اطمینان دلایا کہ تم معذور
ہو اس حالت میں نماز پڑھ سکتے ہو۔ اس وقت
تک وہ اسی عالم کے مشاہدہ میں تھے اور ارادہ
کیا کہ سنتی سے کچھ سکون ہو تو نماز ادا کر لیں۔
لیکن اتنی ہی دیر میں دوسرے عالم کا مشاہدہ
ہوئے لگا۔ بعد نماز مغرب جو احقر پہنچا تو حاکم
نے بیان کیا کہ کچھ دیر سے حاس میں جناتیں
ہے اور جزیان کی باتیں کر رہے ہیں۔ لیکن پھر
داخل ہوا تو ابھی طرح بچان کر سمت کا اظہار
کیا۔ اور فرمایا کہ میرے سر پہ ہاتھ رکھ دو اور
دعا پڑھ دو۔ اور حضرت مہال صاحب (سیدی

وسری حضرت مولانا اصغر حسین صاحب دامت
برکاتہم رحمۃ دارالعلوم دیوبند) سے میرا سلام کہہ
دینے اس کے بعد شیطان رحیم سے مناظرہ شروع
ہوا اور تقریباً پندرہ گھنٹہ تک اس کا سلسلہ احقر کی
موجودگی میں جاری رہا۔ اسی سلسلہ میں مجھے خطاب
کئے کہ اے یہ مردود مجھے عصر کے وقت سے تنگ
کر رہا ہے

اب معلوم ہوا کہ حاضرین جن کلام کو ہر زبان سمجھ
رہے تھے وہ بھی اس مردود کے ساتھ خطاب تھا
مردم کی ہمشیرہ جو پاس موجود تھی اور دوسرے
بہت سے مرد و عورت جو پاس تھے ان کا بیان
ہے کہ مغرب سے پہلے کچھ دیر جو جمعہ کے روز
بہت سی دعائیں و آیتیں کے اعتبار سے قبولیت
دعا کی گھڑی ہے اور انھیں خصوصی وصیت اپنی دو دن
کی قضا شدہ نمازوں کے مستحق کی۔ اور پھر گورگوا
کر تفرغ و ناری کے ساتھ حق تعالیٰ سے دعا فرمائی
کی کہ اے پروردگار میں بہت بدعمل و درسیاہ
ہوں۔ ساری عمر معاصی و غفلت میں گزری ہے۔ میں
تجھے کس طرح مند و مکاشوں میں تیرا ہی ارشاد ہے
سبقت دیتی علی غصہ یعنی تیری رحمت میرے
غضب پر سبقت لے جاتی ہے۔ اس لئے میں تیرا
رحمت کا اہم مدار ہوں۔ یہ تفرغ و ناری کی دعا
اس خان سے ہوئی کہ عالم حاضرین پر وقت طاری
تھی۔ دعا کا سلسلہ ختم نہ ہوا تھا کہ بآواز بلند کیا کہ
میں تم کوں گاہے ہمیشہ نے حق کا ڈھونڈ سامنے کر
دیا۔ تم کچھ ہی کہنا شروع کیا کہ مردود مجھے اب
بتلاؤں گا تو مجھے حق تعالیٰ کی رحمت سے مایوس
کرنا چاہتا ہے۔ میں بھی مایوس نہیں ہوں۔ مجھے اس
کی رحمت سے بہت بڑی امیدیں ہیں۔ اس کی
رحمت کے بخیر سے پرکھنا ہوں کہ میں ضرور بہت
میں جاؤں گا تو ایک موٹی سی کتاب لے کر اس
وقت مجھے بلکانے آئے۔ غیث تھے اسلئے
یہ جرات ہوئی کہ میں سترہ روز سے مسجد میں نہیں
کیا مگر میری غرضی خدائے کے حکم سے تھی۔
اس کے بعد آیت کریمہ کہ اذکر اللہ اذ انت
سبحانک ایچی کنث من الظلمین کا مشاہدہ
و جنتینا من اللہ کنث من الظلمین تک پڑھی اور آگے
و کنڈ لک تھی المؤمنین پڑھنا چاہتے تھے کہ
زبان کو گھٹت ہوئی تو پھر بہت زور سے بار
بار پڑھا و کنڈ لک تھی المؤمنین و کنڈ لک
تھی المؤمنین اور شیطان سے خطاب کر کے کہا
کہ مردود تو یہ بھلا چاہتا ہے میں اس کو نہیں
بھول سکتا۔ یہ آیت مجھے حضرت میاں صاحب
سلسلہ نے بتائی اور مولوی محمد شفیع صاحب نے
بتائی ہے اور پھر بار بار بلند آواز سے اس
حمد و کنڈ لک تھی المؤمنین کو پڑھا کہ کوکھ
اٹھا۔ یہ باتیں میرے پیچھے سے پہلے پہل ہو

آفتاب نبوت
(۳)

جامع شریعت و طریقت حضرت مولانا بشیر احمد پٹنوی

پادری کا سوال

ہمارے خداوند کیسوع کی شان تمہارے
نبی سے زیادہ ہے۔ کیونکہ ہمارے خداوند کیسوع
آسمانوں پر بیٹھے ہیں اور تمہارے نبی تو
زمین میں مدفون ہیں۔

سوال کا جواب باری صاحب اگر ذرا غور کرتے تو یہ اعتراض زبان پر نہ لائے آسمان پر تو ہمارے نبی بھی شریف بن گئے تھے۔ جیسا آیت شریف شہداء رضی اللہ عنہم میں مذکور ہے۔ لیکن آپ جلدی واپس تشریف لائے تاکہ میرے جو فرمایا تھا (وہ اب تک تمہارے ساتھ رہے گا) پورا ہو۔

چوتھی پیشین گوئی

حضرت مسیح کی شہادتِ ثالث

اس کے بعد تم سے بہت سی باتیں نہ
کروں گا۔ کیونکہ دنیا کا سردار آتا ہے۔ اور مجھ
میں اس کا کچھ نہیں۔ انجیل برحنا باب ۱۴
آیت ۳۰

اس مقام میں حضرت مسیح نے آنے
نبی کا نام (دنیا کا سردار) فرمایا ہے۔

ہمارے نبی دنیا کے سردار تھے

اہل عرب اپنے ملک کو عرب اور اہل
کے علاوہ تمام ممالک کو عجم کہتے ہیں۔ تو گویا
تمام دوسرے زمین کے دو حصے ہوتے ایک
حصے کا نام عرب اور دوسرے کا نام عجم ہوا
ہمارے پیغمبر کا اسم مبارک (سیدنا محمد بن عبد اللہ) بھی
بھی ہے جن کا معنی عرب اور عجم کا سردار یا
دوسرے لفظوں میں دنیا کا سردار ہوتا ہے
نبی اور رسول اپنی امت کے بادشاہ اور
سردار ہوتے ہیں۔ جیسا کہ ممالک کا تقاضہ
ہے کہ حضرت علیہ السلام مریم تمام قوم بنی
اسرائیل کے بادشاہ اور سردار حضرت
سید المرسلین بنی محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کی
بعثت ہو کہ جمیع اقوام عالم کی طرف غنی ہو
قرآن کریم میں آتا ہے۔ وَمَا كُنَّا بِمُعْظِمْ
كَافَّةً لِّكَ لِسَانِي نَبِيٍّ وَلَا كَذِبُوا۔ ترجمہ
ہم نے تجھے اسے محمد دنیا کے تمام لوگوں
کے لئے رسول بنا کر بھیجا ہے۔

قوله تعالى يسألونك الذين يذكرون الفعومات
على عيسى بن يسكون (المؤمنين كني بحد
المرجى بہت بركت والا ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ
جن نے اپنے بندے (محمد) پر قرآن شریف
اُتارنا کہ وہ محمد تمام مخلوقات کو جن و انس)
اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈارے۔ جب آپ
تمام دنیا کی طرف بھیجے گئے تھے۔ تو آپ
دنیا کے سردار ہیں۔ اور حضرت مسیح کی
بشارت پوری ہوئی۔

پانچویں پیشین گوئی

لیکن میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ میرا
جاننا تمہارے لئے فائدہ مند ہے۔ کیونکہ اگر
میں نہ جاؤں تو وہ مددگار تمہارے پاس
نہ آئے گا۔ لیکن اگر جاؤں گا۔ تو سب سے پہلے
میں سچ دوں گا۔ لیکن سبب وہ یعنی سچائی کا روح
آئے گا۔ تو تم کو کسی چیز کی راہ دکھائے گا اس
شے کو جو اپنی طرف سے تمہیں لگے گا۔ لیکن جو
کچھ تم نے گا وہی سچ ہے گا۔ اور میں اتنے کی
جھجھکیں دوں گا۔ انجیل پڑھنا باب ۱۵ آیت
۱۲ سے ۱۷ اس میں چند الفاظ کا نقل ہے۔
۱۔ کیونکہ اگر میں نہ جاؤں تو وہ مددگار

تہارے پاس نہ آئے گا۔ مددگار سے روح اقدس مراد لینا غلط ہے۔ کیونکہ روح القدس تو ہر وقت صہرت مسیح کے ساتھ رہتا ہے۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ہے (وَكَانَ نَاوُصُوحُ الْقُدُسِ مَعَهُ کُلَّ حَیْثُ کَانَ)۔

۲۔ سبحان اللہ آپ ایسے سچے تھے کہ مشن
اسلام اور مشرکین کے بھی آپ کو صادق
دیکھ رہے تھے۔

قرآن کریم میں آپ کے اس وصف
اللہ تعالیٰ نے یوں بیان فرمایا۔ اِنَّكَ
لَكَهْدِي اَوْ اِصْرًا لِّمُسْلِمِيْنَ خَلَا صَدْرُ اَبِي
مُجْرِبِيْكَ قُرْبَعًا اَوْ بَدْرًا رَّاسْتًا پَرِیَاطًا
۴۔ اس لئے کہ وہ اپنی طرف سے نہ کچھ
حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے
اندویدہ وصف موجود تھا۔ مراد اس لئے میں
مذکور ہے کہ آنحضرت کی اونٹنی گم ہو گئی تھی
نے کہا۔ کہ جو کو انہی اونٹنی کا قیدیہ تھیں کہ کہاں

ہے اور آسمان کی خبریں بتلاتا ہے۔

یہ غیر ملکی حضرت نے فرمایا کہ یہ ملک
میں اپنی طرف سے کچھ نہیں کہتا اور مجھے علم
نہیں۔ مگر جو کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وہی کہتا
ہوگا اب مجھے بتایا گیا ہے کہ کلاں درخت
کے ساتھ اپنی رستی سے اونچی بندھی ہوئی
کھڑی ہے۔ قرآن میں اللہ تعالیٰ نے
یعنی عروبہ کی یہ وصف اپنی طرح بیان کی
وہاں یحییٰ علیہ السلام نے اسی کو اونچی توجہ اپنی
نمائش سے وہ (عروبہ) کام نہیں کرتا مگر وہی کہ کلاں
ہے اس کی طرف (۱۰) اور تبیں آئندہ کی خبریں دے گا
حضرت محمد مصطفیٰ علیہ السلام و سلم اگر
اتنی تھے۔ لیکن قیامت تک جو کچھ ہوئے وہاں
تھا۔ سب کچھ بیان فرمادیا۔ چند ایک مشین
اٹانیں بطور نمونہ سحر کی جاتی ہیں۔

پہلی پیشین گوئی

۱۔ جنگ خندق میں صحابہ کرام کے سامنے ایک بڑا پتھر تھا ہوا جس کے ٹوٹنے سے وہ عاجز آگئے۔ آخر سب مل کر اپنے کاٹا ٹاپا کے ربار میں باکرمی کی حضرت دافعہؓ سے گرفتار ہوئے۔ فرما ہوئے **بسم اللہ** پھر گرا پڑا۔ پتھر پتھر مارا اور اس کا ایک حصہ چرا ہو گیا۔ آپؐ نے فرمایا **اللہ اکبر**، ملک حقیقہ کے خزانوں کی چابیاں تجھے دی گئیں۔ سیدہ رضی اللہ عنہا کے دوسرے کا دوسرا ٹکڑا دی گئی۔ اور اس کا **اللہ اکبر** فادس کے ملک کی چابیاں دی گئیں۔ سیدہ ہستی و فخر ڈالا **اللہ اکبر** عین کے ملک کی چابیاں ہیں دی گئیں۔

دوسری پیشین گوئی

آپ نے ذرا کم قیامت سے پہلے غصہ کیا
 کلامِ ہکا اور نجات کی کثرت ہر گی بیان میں
 کسرت بھی اپنے مرد کو اس میں اتھ بٹائے
 (احمد بن حنبل جلد اول ص ۱۳۱) یاعرواق
 کیا آج تجارت کا بازار گرم نہیں۔ یاعرواق
 تجارت نہیں کرتے موجودہ وقت میں جو تجارت
 کو کمال سے ایسا نہ پہلے تھا۔ نہ آئندہ ہو گا۔ بربا
 افریقہ اور انگلن میں عربین ہزاروں لاکھ
 روپوں کی تجارت کرتے ہیں۔ اور موجودہ وقت
 میں عربی دستور ہے کہ اپنے احباب کا نام
 لے کر سلام دیتے ہیں۔ یہی سلام شخصیت
 کا ہے۔

تیسری پیشین گوئی

مکہ شریف میں ایک دفعہ آپ پہاڑ
ضمیر پر تشریف لے گئے۔ آپ کے ساتھ

منظومه شصت و یکم (۱۱) لاجوردی بنابر خطی فیبری ۱۶۳۲/۵ منوچه ۳ متری ۱۹۵۶ (۲) ایشاورین بنابر خطی فیبری ۲۴۳۰-۲۴۳۱-۲۴۳۲-۲۴۳۳-۲۴۳۴-۲۴۳۵-۲۴۳۶-۲۴۳۷-۲۴۳۸-۲۴۳۹-۲۴۴۰-۲۴۴۱-۲۴۴۲-۲۴۴۳-۲۴۴۴-۲۴۴۵-۲۴۴۶-۲۴۴۷-۲۴۴۸-۲۴۴۹-۲۴۵۰-۲۴۵۱-۲۴۵۲-۲۴۵۳-۲۴۵۴-۲۴۵۵-۲۴۵۶-۲۴۵۷-۲۴۵۸-۲۴۵۹-۲۴۶۰-۲۴۶۱-۲۴۶۲-۲۴۶۳-۲۴۶۴-۲۴۶۵-۲۴۶۶-۲۴۶۷-۲۴۶۸-۲۴۶۹-۲۴۷۰-۲۴۷۱-۲۴۷۲-۲۴۷۳-۲۴۷۴-۲۴۷۵-۲۴۷۶-۲۴۷۷-۲۴۷۸-۲۴۷۹-۲۴۸۰-۲۴۸۱-۲۴۸۲-۲۴۸۳-۲۴۸۴-۲۴۸۵-۲۴۸۶-۲۴۸۷-۲۴۸۸-۲۴۸۹-۲۴۹۰-۲۴۹۱-۲۴۹۲-۲۴۹۳-۲۴۹۴-۲۴۹۵-۲۴۹۶-۲۴۹۷-۲۴۹۸-۲۴۹۹-۲۵۰۰-۲۵۰۱-۲۵۰۲-۲۵۰۳-۲۵۰۴-۲۵۰۵-۲۵۰۶-۲۵۰۷-۲۵۰۸-۲۵۰۹-۲۵۱۰-۲۵۱۱-۲۵۱۲-۲۵۱۳-۲۵۱۴-۲۵۱۵-۲۵۱۶-۲۵۱۷-۲۵۱۸-۲۵۱۹-۲۵۲۰-۲۵۲۱-۲۵۲۲-۲۵۲۳-۲۵۲۴-۲۵۲۵-۲۵۲۶-۲۵۲۷-۲۵۲۸-۲۵۲۹-۲۵۳۰-۲۵۳۱-۲۵۳۲-۲۵۳۳-۲۵۳۴-۲۵۳۵-۲۵۳۶-۲۵۳۷-۲۵۳۸-۲۵۳۹-۲۵۴۰-۲۵۴۱-۲۵۴۲-۲۵۴۳-۲۵۴۴-۲۵۴۵-۲۵۴۶-۲۵۴۷-۲۵۴۸-۲۵۴۹-۲۵۵۰-۲۵۵۱-۲۵۵۲-۲۵۵۳-۲۵۵۴-۲۵۵۵-۲۵۵۶-۲۵۵۷-۲۵۵۸-۲۵۵۹-۲۵۶۰-۲۵۶۱-۲۵۶۲-۲۵۶۳-۲۵۶۴-۲۵۶۵-۲۵۶۶-۲۵۶۷-۲۵۶۸-۲۵۶۹-۲۵۷۰-۲۵۷۱-۲۵۷۲-۲۵۷۳-۲۵۷۴-۲۵۷۵-۲۵۷۶-۲۵۷۷-۲۵۷۸-۲۵۷۹-۲۵۸۰-۲۵۸۱-۲۵۸۲-۲۵۸۳-۲۵۸۴-۲۵۸۵-۲۵۸۶-۲۵۸۷-۲۵۸۸-۲۵۸۹-۲۵۹۰-۲۵۹۱-۲۵۹۲-۲۵۹۳-۲۵۹۴-۲۵۹۵-۲۵۹۶-۲۵۹۷-۲۵۹۸-۲۵۹۹-۲۶۰۰-۲۶۰۱-۲۶۰۲-۲۶۰۳-۲۶۰۴-۲۶۰۵-۲۶۰۶-۲۶۰۷-۲۶۰۸-۲۶۰۹-۲۶۱۰-۲۶۱۱-۲۶۱۲-۲۶۱۳-۲۶۱۴-۲۶۱۵-۲۶۱۶-۲۶۱۷-۲۶۱۸-۲۶۱۹-۲۶۲۰-۲۶۲۱-۲۶۲۲-۲۶۲۳-۲۶۲۴-۲۶۲۵-۲۶۲۶-۲۶۲۷-۲۶۲۸-۲۶۲۹-۲۶۳۰-۲۶۳۱-۲۶۳۲-۲۶۳۳-۲۶۳۴-۲۶۳۵-۲۶۳۶-۲۶۳۷-۲۶۳۸-۲۶۳۹-۲۶۴۰-۲۶۴۱-۲۶۴۲-۲۶۴۳-۲۶۴۴-۲۶۴۵-۲۶۴۶-۲۶۴۷-۲۶۴۸-۲۶۴۹-۲۶۵۰-۲۶۵۱-۲۶۵۲-۲۶۵۳-۲۶۵۴-۲۶۵۵-۲۶۵۶-۲۶۵۷-۲۶۵۸-۲۶۵۹-۲۶۶۰-۲۶۶۱-۲۶۶۲-۲۶۶۳-۲۶۶۴-۲۶۶۵-۲۶۶۶-۲۶۶۷-۲۶۶۸-۲۶۶۹-۲۶۷۰-۲۶۷۱-۲۶۷۲-۲۶۷۳-۲۶۷۴-۲۶۷۵-۲۶۷۶-۲۶۷۷-۲۶۷۸-۲۶۷۹-۲۶۸۰-۲۶۸۱-۲۶۸۲-۲۶۸۳-۲۶۸۴-۲۶۸۵-۲۶۸۶-۲۶۸۷-۲۶۸۸-۲۶۸۹-۲۶۹۰-۲۶۹۱-۲۶۹۲-۲۶۹۳-۲۶۹۴-۲۶۹۵-۲۶۹۶-۲۶۹۷-۲۶۹۸-۲۶۹۹-۲۷۰۰-۲۷۰۱-۲۷۰۲-۲۷۰۳-۲۷۰۴-۲۷۰۵-۲۷۰۶-۲۷۰۷-۲۷۰۸-۲۷۰۹-۲۷۱۰-۲۷۱۱-۲۷۱۲-۲۷۱۳-۲۷۱۴-۲۷۱۵-۲۷۱۶-۲۷۱۷-۲۷۱۸-۲۷۱۹-۲۷۲۰-۲۷۲۱-۲۷۲۲-۲۷۲۳-۲۷۲۴-۲۷۲۵-۲۷۲۶-۲۷۲۷-۲۷۲۸-۲۷۲۹-۲۷۳۰-۲۷۳۱-۲۷۳۲-۲۷۳۳-۲۷۳۴-۲۷۳۵-۲۷۳۶-۲۷۳۷-۲۷۳۸-۲۷۳۹-۲۷۴۰-۲۷۴۱-۲۷۴۲-۲۷۴۳-۲۷۴۴-۲۷۴۵-۲۷۴۶-۲۷۴۷-۲۷۴۸-۲۷۴۹-۲۷۵۰-۲۷۵۱-۲۷۵۲-۲۷۵۳-۲۷۵۴-۲۷۵۵-۲۷۵۶-۲۷۵۷-۲۷۵۸-۲۷۵۹-۲۷۶۰-۲۷۶۱-۲۷۶۲-۲۷۶۳-۲۷۶۴-۲۷۶۵-۲۷۶۶-۲۷۶۷-۲۷۶۸-۲۷۶۹-۲۷۷۰-۲۷۷۱-۲۷۷۲-۲۷۷۳-۲۷۷۴-۲۷۷۵-۲۷۷۶-۲۷۷۷-۲۷۷۸-۲۷۷۹-۲۷۸۰-۲۷۸۱-۲۷۸۲-۲۷۸۳-۲۷۸۴-۲۷۸۵-۲۷۸۶-۲۷۸۷-۲۷۸۸-۲۷۸۹-۲۷۹۰-۲۷۹۱-۲۷۹۲-۲۷۹۳-۲۷۹۴-۲۷۹۵-۲۷۹۶-۲۷۹۷-۲۷۹۸-۲۷۹۹-۲۸۰۰-۲۸۰۱-۲۸۰۲-۲۸۰۳-۲۸۰۴-۲۸۰۵-۲۸۰۶-۲۸۰۷-۲۸۰۸-۲۸۰۹-۲۸۱۰-۲۸۱۱-۲۸۱۲-۲۸۱۳-۲۸۱۴-۲۸۱۵-۲۸۱۶-۲۸۱۷-۲۸۱۸-۲۸۱۹-۲۸۲۰-۲۸۲۱-۲۸۲۲-۲۸۲۳-۲۸۲۴-۲۸۲۵-۲۸۲۶-۲۸۲۷-۲۸۲۸-۲۸۲۹-۲۸۳۰-۲۸۳۱-۲۸۳۲-۲۸۳۳-۲۸۳۴-۲۸۳۵-۲۸۳۶-۲۸۳۷-۲۸۳۸-۲۸۳۹-۲۸۴۰-۲۸۴۱-۲۸۴۲-۲۸۴۳-۲۸۴۴-۲۸۴۵-۲۸۴۶-۲۸۴۷-۲۸۴۸-۲۸۴۹-۲۸۵۰-۲۸۵۱-۲۸۵۲-۲۸۵۳-۲۸۵۴-۲۸۵۵-۲۸۵۶-۲۸۵۷-۲۸۵۸-۲۸۵۹-۲۸۶۰-۲۸۶۱-۲۸۶۲-۲۸۶۳-۲۸۶۴-۲۸۶۵-۲۸۶۶-۲۸۶۷-۲۸۶۸-۲۸۶۹-۲۸۷۰-۲۸۷۱-۲۸۷۲-۲۸۷۳-۲۸۷۴-۲۸۷۵-۲۸۷۶-۲



AN IDEAL BOTTLE OF RUBBER PLASTIC

Elite INK
REGISTERED

پاک ہند کے جید علمائے کرام کا مصدقہ

قرآن عزیز

مترجم و محشی
مرشد

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

● ہر سورۃ کا عنوان ● ہر رکوع کے شروع میں خلاصہ اور مآخذ ● ربط آیات
 ھذا کیہ :۔ جملہ پارچہ پھر روپے - محصول ٹاک دو روپے - کاغذ کینیکل نیمو
 (قیمت بذریعہ مئی آرڈر پیشگی بچیں)

شیخ المشائخ قطب الاقطاب اعلیٰ حضرت مولانا سیدنا تاج محمود امروٹی نور اللہ مرقدہ
شائع ہو گیا ہے

ہدیہ فی جلد سات روپے ڈاک خرچ دو روپے کل نو روپے۔ پیشگی بھیج کر طلب کریں۔

قرآن مجید (منہجی ترجمہ)

کِتَابُ سُنَّتِ کِی روشنی میں روحانی بیماریوں کا مکمل علاج

مجلسِ ذکر کے مضامین کی مختصر فہرست درج ذیل ہے۔ آپ ان مضامین کے عنوانات سے اندازہ لگا سکتے ہیں کہ ان کو کتاب میں کیا درج ہے۔ حضرت شیخ تفسیر مجلسِ ذکر کے بعد ارشادات فرماتے تھے: رہ غلام الدین میں چھپتے رہتے تھے اب ان کو کوئی شکل میں شائع نہ کروایا ہے۔ کتاب کے پانچ حصے ہیں ہر ایک حصہ کی قیمت ایک روپیہ ہے۔ مکمل سیٹ کی قیمت پانچ روپے۔ خصوصاً ان کے لئے ہزار مبلغ ایک روپیہ (پچھلے حصہ) زیر طبع ہے۔

| | | | | |
|---|--|--|--|---|
| حصہ اول | حصہ دوم | حصہ سوم | حصہ چہارم | حصہ پنجم |
| • ذکر الہی کی خاصیتیں • ذکر الہی کی تاثیر • موت محمود | • تقویٰ اور زمین پر فرق • عالم وحدت اور عالم کثرت • افسانہ کی روحانی تربیت | • آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تاریخ • کہ فیروز اللہ تعالیٰ سے محبت کا تعلق • پیدا ہو رہی نہیں سکتا۔ | • فیض کیا چیز ہے • کامل کی صحبت • تزکیہ کی برکات | • ریاض جمعہ • باطن کی اصلاح کے بغیر صحیح طریقہ • شریعت پر عمل نہیں ہو سکتا۔ |

ملنے کا پتہ: شعبہ تالیف و اشاعت انجمن حدام الدین، اندرون شیرانوالہ گیٹ لاہور۔